حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خلیفہ ومجاز

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب ایم ڈی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت مولانا حکیم ذکی الدین صاحبؒ پرنامبٹی

خلیفہ ومجاز مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادیؒ

خلیفہ ومجاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

قیامت
کی
آخری علامتیں

اس کتاب میں قیامت قائم ہونے سے قبل کی چند علامتیں درج کی گئی ہیں جن میں آخری علامت طلوعِ شمس یا دابۃ الارض کا خروج ہے، اس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا، مومن مومن، کافر کافر رہ جائے گا، اس لئے ہر شخص قبل از وقت تیاری کر لے

حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خلیفہ ومجاز

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب ایم ڈی حفظہ اللہ
خلیفہ ومجاز حضرت مولانا حکیم ذکی الدین صاحبؒ پرنامبٹی
خلیفہ ومجاز مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادیؒ
خلیفہ ومجاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور دربھنگہ (بہار)

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔قیامت کی آخری علامتیں

مؤلف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی

کمپیوٹر و کتابت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبد اللہ علاء الدین قاسمی

صفحات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 97

تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سنہ اشاعت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 2020

قیمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ملنے کے پتے

☆ خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور دربھنگہ (بہار)

☆ مولانا عبد المجید صاحب قاسمی، صدر: دار العلوم محمودیہ سلطانپوری (نئی دہلی)

☆ قاری عبد الجبار صاحب استاذ: دار العلوم محمودیہ سلطانپوری (نئی دہلی)

☆ قاری عبد العلام صاحب نزد مدینہ مسجد پورانی سیماپوری (نئی دہلی)

☆ قاری مطیع الرحمان صاحب اتوار بازار نزد مدینہ مسجد اگر نگر مبارک پور (نئی دہلی)

Mobile:7654132008/7428151390/9674661519

Pulbisher :

KHANQUAH E ASHRAFIA M.R.A

فہرست مضامین

مضامین	صفحات

سخنہائے گفتنی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

علامات قیامت کے تعلق سے بڑی اور چھوٹی ہر طرح کی کتابیں لکھی گئی ہیں، اہل علم کی بے شمار کتابیں اسلامی کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہیں، مگر اسلامیات پر قلم کی کاوشوں کو بروئے کار لانا ہرگز نفع سے خالی نہیں، بالخصوص منجانب اللہ جب کوئی فکر صالح یا مفید مضمون نفع خلق اور ہدایت انسانی کے لئے دل میں ڈالی جائے تو پھر اس کا فائدہ یقینی ہے، اسلئے کہ ہر وہ عمل جو اللہ کے لئے ہو اس میں برکت اور نفع کا ہونا متعین ہے، خداوند قدوس نے عصر حاضر کے ناگفتہ بہ احوال اور اندوہناک مناظر کے پیش نظر راقم الحروف کے قلب میں یہ بات ڈالی کہ نفع خلائق اور عبرت وہدایت انسانی کے لئے کچھ ایسے مضامین زیر قلم لائے جائیں جن سے قلوب میں خوف خدا رجوع الی اللہ اور بارگاہ الٰہی میں تضرع وزاری کی امنگ اور کیفیت اور شوق ولگن پیدا ہو، اور وقت رحیل کے آنے سے پہلے آلام ومصائب سے نجات اور آخرت کی فکر وتیاری کی طرف ذہن ملتفت ہو کر عملی طور پر ہر شخص مصروف عمل ہو جائے۔

اسی مقصد کے پیش نظر بعض احادیث کا مختصر سا یہ انتخابی مجموعہ آپ حضرات کی خدمت میں پیش ہے، یہ احادیث جہاں ایک طرف ہمارے لئے ذریعۂ درس عبرت ہیں وہیں ہمارے عقائد سے بھی ان کا اہم تعلق ہے، حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی آمد، دجال کا ظہور، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول وغیرہ، جتنی بھی علامات قیامت اس کتاب میں ذکر ہوئی ہیں سب پر ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے کہ یہ برحق بھی ہیں، اور ان کا ظہور بھی برحق ہے۔

ان احادیث کو عوام کے درمیان عام طور پر محقق اور مدلل لانیکی کوششیں کم ہوئی ہیں،

اکثر واقعات علامات قیامت سے متعلق احادیث سے استدلال کئے بغیر بیان کئے گئے ہیں، یا پھر ان کے حوالے صحیح نہیں دئے گئے، اسی بنا پر لوگوں نے ان کو نظر انداز کر دیا، پھر قلوب واذہان پر مرتکز نہ ہو سکے اور غفلت ونسیان کے سرد خانوں میں چلے گئے، یہی وہ بڑی وجہ تھی جس کی بنا پر ان سے استفادہ کم کیا گیا، اور ان کو دور اور بعید اور بہت بعید مستقبل سے جوڑ کرنا قابل التفات سمجھ لیا گیا، حالانکہ یہ تمام واقعات احادیث کی کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔

اسلئے قارئین سے گزارش ہے کہ ان سے پورا پورا استفادہ کی سعادت حاصل کریں، ان کی روشنی میں اپنے اور اپنی اولاد کے مستقبل کو منور اور کامیاب بنانے کے لئے ابھی سے مربوط اور منظم جدو جہد شروع کر دیں، امت کی کامیابی ونجات اور پر امن زندگی کا راز صحیح معنی میں خدا اور اس کے دین سے مکمل رشتہ استوار کرنے میں ہی پوشیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس ادنیٰ سی سعی کو قبول فرما کر نجات آخرت بنائے، اور ہم سب کو آنے والی آفتوں اور مصائب سے نجات عطا فرمائے اور سفر آخرت کے تمام منازل کا طے کرنا آسان فرمائے۔ (آمین!)

(حضرت مولانا) محمد علاء الدین صاحب قاسمی

۱۵ شعبان المعظم بروز شنبہ ۱۴۴۱ھ

خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور دربھنگہ (بہار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور سے قبل کی بیشتر علامات قیامت جو ظاہر ہو چکی ہیں وہ یہ ہیں

زبانوں پر اسلام کا نام رہ جائے گا، قرآن پاک کے الفاظ رہ جائیں گے، علماء سوء پیدا ہوں گے۔ مسجدیں خوبصورت بنائی جائیں گی اور ان میں دنیا کی باتیں ہوں گی، بڑے بڑے فتنے ظاہر ہوں گے، دین پر عمل کرنا ہاتھ میں چنگاری لینے کے برابر ہوگا، اسلام سے اجنبیت عام ہو جائیگی، کفر کی بھر مار ہوگی، قرآن کو ذریعۂ معاش بنایا جائے گا، مسلمانوں کی اکثریت ہوگی لیکن بیکار، مسلمان مالدار ہوں گے مگر دیندار نہ ہوں گے، جھوٹ عام ہو جائے گا، شراب خوری اور زنا کی کثرت ہوگی، بظاہر دوستی اور دل میں دشمنی رکھنے والے پیدا ہوں گے، ننگی عورتیں مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی، گانا بجانے کا بہت رواج ہو جائے گا، زکوۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے گا، دینی تعلیم دنیا کیلئے حاصل کی جائے گی، انسان اپنی بیوی کی اطاعت کرنے لگے گا، اور ماں کو ستانے لگے گا، آدمی اپنے دوست کو قریب کرے گا اور باپ کو دور کرے گا، مسجد میں دنیا کی باتوں کا شور ہونے لگے گا، قبیلہ کے سردار بد دین لوگ بن جائیں گے، کمینے قوم کے ذمہ دار ہو جائیں گے، انسان کی عزت اسلئے کی جائے گی تا کہ وہ شرارت نہ پھیلائے، قوم کے سرمایہ دار اور عہدہ دار غنیمت کے مال کو جو عام مسلمانوں فقراء کا حق ہوتا ہے آپس میں بانٹ کھائیں گے، جیسا کہ آج ہم اوقاف کے بارے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، مساجد کے متولی اور مدارس کے مہتمم اور دیگر اوقاف کے منتظمین مستحقین کو محروم رکھتے ہیں۔

گمراہ کن لیڈر اور جھوٹے نبی پیدا ہوں گے، قتل کی اندھیر گردی ہوگی لوگ بُلند مکانات بنا کر ان پر فخر کریں گے اور نالائق حکمراں پیدا ہوں گے، چرب زبانی سے روپیہ کمایا جائے گا، سود عام ہوگا اور حلال وحرام کا خیال نہ کیا جائے گا، کنجوسی عام ہوگی اور قتل کی کثرت ہوگی، عمر میں بے برکتی ہو جائے گی، آسمان سے پتھروں کی بارش ہونے لگے گی ،شراب کو نام بدل کر حلال کریں گے، بُرائیوں سے روکنا چھوٹ جائیگا، موت کی تمنا کی جائیگی ،زلزلے بہت آئیں گے، امت محمدیہ یہودونصاریٰ فارس وروم کا اتباع کرے گی، ہر شخص اپنی رائے کو ترجیح دے گا اور نفسانی خواہشوں کی اتباع کرے گا، پھلوں میں کمی ہو جائیگی ،مذکورہ جتنی پیشین گوئیاں احادیث میں آئی ہیں ان میں سے اکثر پیشین گوئی آ چکی ہیں اور بعض ابھی پوری ہو رہی ہیں، الغرض جب مسلمان ہر طرف سے گھر جائیں گے اور ان کی حکومت صرف مدینہ منورہ سے خیبر تک رہ جائے گی تو وہ امام مہدی کی تلاش میں لگ جائیں گے، وہاں مسلمان خانہ کعبہ کے پاس حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت خلافت لیں گے، آپ کی خلافت کی خبر سن کر ملک شام کا ایک لشکر آپ سے جنگ کرنے کیلئے چلے گا مگر وہ آپ کے لشکر تک پہنچنے سے پہلے ہی مقام بیدار میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے زمین میں دھنسا دیا جائے گا، الغرض جو لشکر بھی آپ سے مقابلہ میں آئیگا وہ شکست کھاتا چلا جائے گا یہاں تک کہ آپ سارے عالم کو فتح کر لیں گے، سات یا آٹھ سال تک آپ کی خلافت علی منہاج النبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قائم رہے گی آخر وقت میں دجال ظاہر ہوگا۔ آگے پڑھئے..........

امام مہدی کا مختصر تعارف

قیامت کی قریبی نشانیوں میں سے بالخصوص مہدیِ موعود کا ظہور، مسیح دجال کا خروج، اور حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا نزول اپنے دوررس اثرات ونتائج اور امتحان وآزمائش کے اعتبار سے نہایت اہم ہیں،

اسی لیے اللہ کے نبی نے بھی ان کی جملہ ضروری تفصیلات کو بڑے شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا:
امام مہدی کی مناسبت سے ذیل میں اس موضوع پر نمبروار چند متفرقات ذکر کیے جا رہے ہیں جن کے مآخذ اس موضوع پر مصنف کی کتاب میں موجود ہیں

(۱) اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ آخر زمانے میں امام مہدیؓ کا ظہور برحق اور صدق ہے، اور اس قدر روایات سے ثابت ہے جن پر تواتر معنوی کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔

(۲) اہلسنت والجماعت امام مہدی کو نہ تو مامور من اللہ سمجھتے ہیں اور نہ ہی ان کا درجہ انبیاء کرام علیہم السلام کے برابر مانتے ہیں، اور وہ انہیں جب ''امام'' کہتے ہیں تو اس سے کسی خاص گروہ کا اصطلاحی امام مراد نہیں ہوتا، بلکہ وہ اسے پیشوا اور رہنما کے معنی میں لیتے ہیں اور انہیں ''رضی اللہ عنہ'' کہنا حضرت عیسیٰؑ کی صحابیت کیوجہ سے صحیح قرار دیتے ہیں۔

(۳) امام مہدی سینکڑوں سال پہلے پیدا نہیں ہوئے اور نہ ہی وہ کسی غار میں روپوش ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے طے کردہ نظام کے مطابق وہ اپنے وقتِ مقررہ پر پیدا ہوں گے، وہ حضرت فاطمۃ الزہرائؓ کی نسل سے ہوں گے، نجیب الطرفین سید ہوں گے، ان کا نام نامی محمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا، جس طرح صورت وسیرت میں بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے، اسی طرح وہ شکل و شباہت میں اور اخلاق وشمائل میں آنحضرتؐ کے مشابہ ہوں گے، وہ نبی نہیں ہوں گے نہ ان پر وحی نازل ہوگی، نہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے لہٰذا ان کی نبوت پر ایمان لانے کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا۔

(۴) امام مہدی سے متعلق روایات کم از کم ۲۷ صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں، یہ تعداد ایسی ہے کہ اس پر تواتر کی تعریف صادق آسکتی ہے۔

(۵) امام مہدی کی پیدائش مدینہ منورہ میں ہوگی اور وہ وہیں پلے بڑھیں گے۔

(٦) امام مہدی کے ظاہر ہونے پر ہمارے عقائد میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی، نیز ظہور

مہدی اور خود امام مہدی ہمارے عقائد میں سے کسی عقیدے میں تبدیلی کا تقاضا نہیں کریں گے، البتہ وہ احیاء سنت اور اماتتِ بدعت کی جانب خوب متوجہ ہوں گے۔

(۷) ظہور امام مہدی کے موقع پر امام مہدی کی بیعت و معاونت کرنا قرآن و سنت کی پیروی کے مخالف نہیں ہوگا بلکہ اس کے عین مطابق ہوگا۔

(۸) جس سال امام مہدی کا ظہور ہونا ہوگا، اس سال حج امیر کے بغیر ہوگا، منیٰ میں کسی بات پر لوگوں کے درمیان جھگڑا ہوگا جس کا انجام قتل و غارت گری پر ہوگا، حجاج کرام کو لوٹا جائے گا اور جمرۂ عقبہ کے پاس خوب خونریزی ہوگی، اسی دوران پوری دنیا سے سات بڑے بڑے علماء بغیر کسی سابقہ تیاری کے مکہ مکرمہ آ پہنچیں گے اور امام مہدی کو تلاش کریں گے، تاکہ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں اور فتنوں کا خاتمہ ہو، جب یہ علماء امام مہدی کو تلاشنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور علامات و اوصاف سے یہ کچھ زیادہ مشکل نہ ہوگا، تو ان سے اپنی بیعت کی درخواست کریں گے، امام مہدی پہلے تو تردد کا اظہار کریں گے اور اس ذمہ داری سے بچنے کی کوشش کریں گے لیکن جب ان علماء کا اصرار بڑھ جائے گا تو امام مہدی حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت لیں گے، پھر اسی دن عشاء کی نماز کے بعد عمومی بیعت ہوگی اور امام مہدی خطبہ ارشاد فرمائیں گے۔

(۹) حضرت امام مہدی کے ظہور کے بعد کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ سے ان کی خونریز جنگیں ہوں گی، حتیٰ کہ جنگِ خلیج (جنگِ قسطنطنیہ) سے فارغ ہونے کے بعد دجال کا خروج ہو جائے گا، جسے قتل کرنے کیلئے حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہوں گے، نزول عیسیٰؑ کے بعد حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کا کام چونکہ پورا ہو چکا ہوگا، اس لیے وہ حکومت و سلطنت اور دیگر تمام امور حضرت عیسیٰؑ کے سپرد کر کے ان کے تابع ہو جائیں گے۔

(10) آپ کی خلافت کی میعاد سات یا آٹھ یا نو سال ہوگی، بیعت خلافت کے وقت ان کی عمر چالیس سال ہوگی، ان کی خلافت کے سات سال دشمن سے جنگوں اور ملکی انتظامات میں

گذریں گے، آٹھواں سال دجال کے ساتھ جنگ وجدال میں اورنواں سال حضرت عیسیٰؑ کی معیت میں گذرے گا۔

(۱۱) نبیؐ کے فرامین مبارکہ میں جس تسلسل کے ساتھ امام مہدیؓ کا تذکرہ ملتا ہے، اسے دیکھ کر اہل سنت والجماعت نے یہ مسلک حق قائم کیا جس کے کچھ مندرجات دس نکات کی شکل میں اوپر گذرے، لیکن افراط وتفریط کے دو انتہائی سرے بھی امت میں ہر وقت موجود رہے، چنانچہ کچھ لوگوں نے ۲۵۶ھ میں امام مہدی کی پیدائش کا دعویٰ کرکے انہیں ایک غار میں چھپایا، ان کی غیبوبتِ صغریٰ اور بعد میں غیبوبتِ کبریٰ کا اعلان کیا، ان میں خدائی صفات، امامت ونبوت اور تدبیر کائنات جیسی چیزیں ماننے لگے، خود کچھ کر دکھانے اور عمل کرنے کی بجائے ان کے ظہور کے انتظار میں بیٹھ گئے، اور کچھ لوگوں نے یہ رائے قائم کرلی کہ امام مہدی نام کی کوئی شخصیت نے نہیں آئیگی، احادیث وآثار میں جو ان کا تذکرہ ملتا ہے تو وہ روایات حد درجہ ضعیف اور ناقابل اعتبار ہیں، ان پر کسی عقیدے اور نظریے کی بنیاد رکھ کر کسی شخصیت کے انتظار میں بیٹھ رہنا عقلمندی نہیں ہے، اس دوسری قسم کے لوگوں نے یہ رائے پہلی قسم کے لوگوں کو دیکھ کر قائم کی، جب انہوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ خود عمل کرنے سے کتراتے ہیں اور مخصوص رسومات پوری کرکے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوجاتے ہیں اور امام مہدی ہی کا انتظار کرتے رہتے ہیں تو انہوں نے سوچا کہ ہر خرابی کی جڑ یہ انتظار ہی ہے، اب ان میں سے کچھ لوگوں نے تو یہ رائے قائم کرلی کہ امام مہدی ایک تصوراتی شخصیت ہیں، حقائق کی دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، گویا انہوں نے انتظار کا حل یہ نکالا کہ امام مہدی کے وجود اور ظہور ہی کا انکار کردیا۔

آخر زمانے میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور برحق ہے، علاماتِ قیامت میں سے ایک علامت ظہورِ مہدی ہے۔

ظہورِ مہدی کے بارے میں اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ۔

"اہلِ سنت والجماعت کے عقائد میں ہے، کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور اخیر زمانے میں حق اور صدق ہے اس پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے، اس لیے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور احادیثِ متواترہ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے، اگر چہ اس کی بعض تفصیلات اخبارِ احاد سے ثابت ہیں، عہدِ صحابہ وتابعین سے لے کر اس وقت تک حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کو مشرق ومغرب میں ہر طبقہ کے مسلمان علماء اور صلحاء، عوام اور خواص، ہر قرن اور ہر عصر میں نقل کرتے آئے ہیں"۔ (عقائد الاسلام للکاندھلوی، ص:64،)

نام ونسب

حضرت مہدی علیہ الرضوان کے نام ونسب کے سلسلے میں مستند روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ ان کا نام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے مشابہ ہوگا اور ان کے والد کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے نام کے مشابہہ ہوگا، جیسا کہ مشکوۃ المصابیح میں ترمذی، ابوداوٗد شریف کے حوالے سے موجود ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب الفتن، رقم الحدیث:5452، 3/292،)

اور چوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام قرآن پاک میں صراحۃً بیان کیے گئے ہیں، محمد اور احمد۔ اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کا نام محمد بن عبد اللہ یا احمد بن عبد اللہ ہوگا۔ ان کی والدہ ماجدہ کے نام کے بارے میں علامہ سید محمد بزرنجی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تلاش کے باوجود مجھے آپ کی والدہ کا نام روایات میں کہیں نہیں ملا۔ (الاشاعۃ لاشراط الساعۃ، المقام الثالث فی الفتن الواقعۃ قبل خروجہ، ص:94،)

لیکن علامہ کاندھلویؒ نے بحوالہ مولانا شاہ رفیع الدینؒ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی والدہ کا نام "آمنہ" تحریر فرمایا ہے۔ (عقائد الاسلام للکاندھلوی، ص:63،)

حضرت مہدی علیہ الرضوان حسنی ہوں گے یا حسینی؟

حضرت مہدی علیہ الرضوان حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے یا حضرت حسین

رضی اللہ عنہ کی اولاد سے؟اس بارے میں دونوں طرح کے اقوال موجود ہیں،ان میں تطبیق دیتے ہوئے ملاعلی القاریؒ لکھتے ہیں:"اور اس بات میں اختلاف ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے؟ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ دونوں کی نسبت جمع کیے ہوئے ہوں گے۔اور اس میں ایک ظاہر ترین بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ والد کی طرف سے حسنی ہوں گے اور والدہ کی طرف سے حسینی ہوں گے"۔(مرقاۃ المفاتیح:10/174،رشیدیہ)

لقب اور کنیت

آپ کا مشہور لقب "مہدی" اور غیر مشہور لقب "جابر" (جبیرہ سے نہ کہ جَبَر سے) ہوگا اور کنیت ایک قول کے مطابق "ابوالقاسم" ہوگی۔(الاشاعة لاشراط الساعة، المقام الثالث فی الفتن الواقعة قبل خروجه،ص:88،)

جائے پیدائش

نعیم بن حماد نے اپنی کتاب الفتن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے حضرت مہدی علیہ الرضوان کی ولادت باسعادت "مدینہ منورہ" میں ہوگی۔(الفتن لنعیم بن حماد علیہ الصلوٰۃ والسلام ص:259،مکتبۃ التوحید،قاہرہ)

حلیہ مبارک

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے:"حضرت مہدی علیہ الرضوان کی ڈاڑھی گھنی ہوگی، بڑی سیاہ آنکھوں والے ہوں گے، اگلے دو دانت انتہائی سفید ہوں گے، چہرے پر تل کا نشان ہوگا، لمبی ستواں ناک والے ہوں گے، کندھے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت ہوگی، خروج کے وقت ان کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چوکور، سیاہ ریشمی روئیں دار جھنڈا ہوگا، جس

میں (ایسی روحانی) بندش ہوگی کہ جس کی وجہ سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے لے کر ظہورِ مہدی تک کبھی نہ پھیلایا جا سکا ہوگا، اللہ تعالیٰ تین ہزار فرشتوں کے ذریعے ان کی مدد فرمائیں گے، جو ان کے مخالفین کے چہروں اور کولہوں پر مارتے ہوں گے، ظہور کے وقت ان کی عمر 30 سے 40 سال کے درمیان ہوگی۔ (الفتن لنعیم بن حماد علیہ الصلوٰۃ والسلام، ص: 259،)

ظہورِ مہدی علیہ الرضوان کی علامات

سید برزنجی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کی بہت سی علامات ذکر کی ہیں، جن میں سے چند ایک تحریر کی جاتی ہیں:

ان کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک اور جھنڈا ہوگا، جس سے ان کی شناخت ہوگی۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان کی تائید و تصدیق کے لیے ان کے سر پر ایک بادل سایہ فگن ہوگا، جس میں سے ایک منادی کی یہ آواز آ رہی ہوگی: "**ھٰذا المھدی خلیفۃ اللہ، فاتبعوہ**"

حضرت مہدی علیہ الرضوان ایک خشک بانس زمین میں گاڑیں گے تو وہ اسی وقت سرسبز ہوکر برگ و بار لانے لگے گا۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان سے نشانی کا مطالبہ کیا جائے گا، تو وہ اپنے ہاتھ سے فضا میں اڑتے پرندے کی طرف اشارہ کریں گے تو وہ ان کے سامنے آ گرے گا۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان سے لڑنے کے لیے ایک لشکر روانہ ہوگا، جب وہ لشکر مکہ اور مدینہ پہنچے گا تو اس پورے لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

لوگوں کے دل غنی ہو جائیں گے اور زمین کثرت سے اپنی برکتوں کا ظہور کرے گی۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان خانہ کعبہ میں مدفون خزانہ (رتاج الکعبہ) نکال کر فی سبیل اللہ تقسیم کر دیں گے۔

جس طرح دریائے نیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے پھٹ گیا تھا، اسی طرح حضرت مہدی علیہ الرضوان کے زمانے میں ہوگا۔

مغرب کی طرف سے کئی جھنڈے (لشکروں سمیت) نمودار ہوں گے اور اس لشکر کا سردار قبیلہ کندہ کا ایک آدمی ہوگا۔

دریائے فرات کا پانی خشک ہوجائے گا۔

ان کے ظہور کے وقت ایک روشن دُم دار تارا ظاہر ہوگا۔

ان کے ظہور کے سال ماہِ رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ (اگرچہ! سائنسی نقطہ نظر اور ماہرین فلکیات کے نزدیک ایسا ممکن نہیں)

مشرق کی طرف سے ایک بہت بڑی آگ تین یا سات دن تک مسلسل ظاہر رہے گی۔

شام کی "حرستا" نامی بستہ کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

خراسان کی طرف سے ایک قوم سیاہ جھنڈوں کے ساتھ آئے گی۔ (الإشاعة لاشراط الساعة،ص:97)

ظہورِ مہدی علیہ الرضوان ترتیبِ زمانی کے ساتھ

"حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے قبل دریائے فرات سے سونے کا ایک پہاڑ نکلے گا، جب لوگوں کو اس کی خبر ہوگی، تو اس کے حصول کے لیے دریائے فرات کی طرف روانہ ہوں گے، وہاں تین آدمی قائدانہ حیثیت سے اکٹھے ہوں گے اور دریائے فرات پر سونے کے پہاڑ کے حصول کے لیے یہ تینوں باہم اپنے لشکروں کے ساتھ جنگ کریں گے، ان تینوں لشکروں کے درمیان اس قدر شدید قتال ہوگا کہ ہر سو میں سے ننانوے افراد قتل ہوجائیں گے۔

صحیحین کی روایت میں ہے: "جو شخص اس وقت وہاں حاضر ہو وہ اس سونے میں سے کچھ نہ لے"۔ (الصحیح للبخاری، کتاب الفتن، رقم الحدیث:7119، دار السلام)

علاماتِ قیامت کا ظہور ہورہا ہوگا، بے دینی عام ہوگی، کفر عام ہوگا، سب ملکوں میں نصاریٰ کی عمل داری ہوجائے گی، اسی زمانے میں ملکِ شام سے ایک شخص ابوسفیان کی اولاد سے ایسا پیدا ہوگا، جو بہت سے سیدوں کا خون کرے گا، شام اور مصر میں اس کے احکامات چلنے لگیں گے، اسی روم کے ایک مسلمان بادشاہ کی نصاریٰ کی ایک جماعت سے لڑائی ہوگی اور نصاریٰ کی ایک جماعت سے صلح ہوجائے گی، دشمن جماعت شہرِ قسطنطنیہ پر چڑھائی کرکے اپنا عمل دخل کرلے گی، وہ بادشاہ اپنا ملک چھوڑ کر شام چلا جائے گا اور نصاریٰ کی جس جماعت کے ساتھ صلح اور میل ہوگا، اس جماعت کو اپنے ساتھ لے کر اس دشمن جماعت سے بھاری لڑائی لڑے گا، اسلام کے لشکر کو فتح ہوگی، ایک دن بیٹھے بٹھائے جو نصاریٰ موافق تھے، ان میں سے ایک شخص مسلمان سے کہے گا، کہ ہماری صلیب کی برکت سے فتح ہوئی، مسلمان اس کے جواب میں کہے گا کہ اسلام کی برکت سے فتح ہوئی، اسی میں بات بڑھ جائے گی، یہاں تک کہ دونوں اپنے اپنے مذہب والوں کو پکار کر جمع کرلیں گے اور آپس میں لڑائی ہونے لگے گی، اس لڑائی میں مسلمانوں کا بادشاہ شہید ہوجائے گا اور ملکِ شام میں نصاریٰ کا عمل دخل ہوجائے گا، اس وقت یہ جماعتِ نصاریٰ دوسری مخالف جماعت سے صلح کرلے گی، بچے کھچے مسلمان مدینہ منورہ کی طرف چلے جائیں گے اور خیبر تک نصاریٰ کی عمل داری ہوجائے گی، اس وقت مسلمانوں کو فکر ہوگی کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کو تلاش کرنا چاہیے، تاکہ ان مصیبتوں سے جان چھوٹے، اس وقت حضرت مہدی علیہ الرضوان مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلے جائیں گے، اس زمانے میں جو ابدال ہوں گے وہ سب حضرت مہدی علیہ الرضوان کی تلاش میں ہوں گے، بعضے لوگ جھوٹ موٹ بھی دعویٰ مہدی ہونے کا شروع کردیں گے، الغرض! حضرت مہدی علیہ الرضوان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے اور حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ہوں گے کہ بعضے نیک لوگ ان کو پہچان لیں گے، اور ان کو

زبردستی گھیر گھار کران سے حاکم بننے کی بیعت کرلیں گے، اسی بیعت میں آسمان سے ایک آواز آئے گی، جس کو سب لوگ جتنے وہاں موجود ہوں گے، سنیں گے، وہ آواز یہ ہوگی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ، یعنی: حاکم بنائے ہوئے "مہدی" ہیں۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے قیامت کی بڑی نشانیاں شروع ہوجائیں گی، غرض! جب آپ کی بیعت کا قصہ مشہور ہوگا، تو مدینہ منورہ میں جو فوجیں مسلمانوں کی ہوں گی، وہ مکہ چلی جائیں گی ملکِ شام، عراق اور یمن کے ابدال اور اولیاء سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور بھی عربوں کی بہت سی فوجیں اکٹھی ہوجائیں گی، جب مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہوجائے گی تو اس وقت ایک شخص خراسان سے حضرت مہدی علیہ الرضوان کی مدد کے واسطے ایک بڑی فوج لے کر چلے گا، جس کے لشکر کے آگے چلنے والے حصے کے سردار کا نام منصور ہوگا اور راہ میں بہت سے بددینوں کی صفائی کرتا چلا جائے گا اور جس شخص کا اوپر ذکر آیا ہے کہ ابوسفیان کی اولاد میں سے ہوگا اور سیدوں کا دشمن ہوگا، چوں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان بھی سید ہوں گے، اس لیے وہ شخص حضرت مہدی علیہ الرضوان سے لڑنے کے لیے ایک فوج بھیجے گا، جب یہ فوج مکہ و مدینہ کے درمیان ایک جنگل میں پہنچے گی تو ایک پہاڑ کے نیچے ٹھہرے گی، تو یہ سب کی سب زمین میں دھنس جائے گی، صرف دو آدمی زندہ بچیں گے، جن میں سے ایک تو حضرت مہدی علیہ الرضوان کو خبر دے گا، اور دوسرا اس سفیانی کو خبر پہنچائے گا، اس وقت سب نصاریٰ پوری دنیا سے فوجیں جمع کریں گے اور مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کریں گے، اس لشکر میں اس روز اسّی 80 جھنڈے ہوں گے، ہر جھنڈے کے ساتھ بارہ ہزار آدمی ہوں گے، تو کل آدمی نو لاکھ ساٹھ ہزار ہوئے، حضرت مہدی علیہ الرضوان مکہ سے چل کر مدینہ تشریف لائیں گے اور وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف کی زیارت کر کے ملکِ شام کی طرف روانہ ہوجائیں گے اور

شہرِ دمشق تک پہنچنے پائیں گے کہ دوسری طرف سے نصاریٰ کی فوج مقابلہ میں آجائے گی، حضرت مہدی علیہ الرضوان کی فوج تین حصوں میں بٹ جائے گی، ایک حصہ تو بھاگ جائے گا، ایک حصہ شہید ہوجائے گا اور ایک حصہ کو فتح حاصل ہوگی، اس فتح اور شہادت کا قصہ یہ ہوگا کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان نصاریٰ کے ساتھ لڑنے کے لیے لشکر تیار کریں گے اور بہت سے مسلمان آپس میں قسم کھائیں گے فتح حاصل کیے بغیر پیچھے نہ ہٹیں گے، پس سارے مسلمان شہید ہوجائیں گے، صرف تھوڑے سے مسلمان بچیں گے، جنہیں لے کر حضرت مہدی علیہ الرضوان اپنے لشکر میں چلے جائیں گے، اگلے دن پھر اس طرح کا قصہ ہوگا کہ قسم کھا کر جائیں گے اور تھوڑے سے بچ کر آئیں گے، تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوگا، آخر چوتھے دن یہ تھوڑے سے آدمی مقابلہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائیں گے، پھر کافروں کے دلوں میں لڑنے کا حوصلہ نہ رہے گا، اب حضرت مہدی علیہ الرضوان ملک کا انتظام سنبھالیں گے اور سب فوجیں روانہ کریں گے اور خود سارے کاموں سے نمٹ کر قسطنطنیہ فتح کرنے چلیں گے، جب دریائے روم کے کنارے پہنچیں گے، تو بنو اسحاق کے ستر ہزار آدمیوں کو کشتیوں پر سوار کرکے اس شہر کے فتح کرنے کے واسطے تجویز کریں گے، جب یہ لوگ شہر کی فصیل کے مقابل پہنچیں گے تو "اللہ اکبر، اللہ اکبر" بآواز بلند کہیں گے، اس نام کی برکت سے شہر پناہ کی دیوار گر جائے گی اور مسلمان حملہ کرکے شہر کے اندر گھس جائیں گے اور کفار کو قتل کریں گے اور خوب انصاف اور قاعدے سے ملک کا بندوبست سنبھالیں گے۔

بیعت سے لے کر اب تک چھ 6 یا سات/ ۷ سال کی مدت گذرے گی، حضرت مہدی علیہ الرضوان یہاں کے بندوبست میں لگے ہوں گے کہ ایک جھوٹی خبر مشہور ہوگی کہ یہاں کیا بیٹھے ہو؟! وہاں شام میں دجّال آ گیا ہے اور تمہارے خاندان میں فتنہ وفساد کر رہا ہے، اس خبر پر

حضرت مہدی علیہ الرضوان شام کا سفر کریں گے اور تحقیق حال کے واسطے نو یا پانچ سواروں کو آگے بھیج دیں گے، ان میں سے ایک شخص آ کر خبر دے گا کہ وہ خبر محض غلط تھی، ابھی دجال نہیں نکلا، حضرت مہدی علیہ الرضوان کو اطمینان ہو جائے گا اور سفر میں جلدی نہ کریں گے، اطمینان کے ساتھ درمیان کے ملکوں کے بندوبست دیکھتے بھالتے ملکِ شام پہنچیں گے، وہاں پہنچ کر تھوڑے دن ہی گذریں گے کہ دجال بھی نکل پڑے گا اور دجال یہودیوں کی قوم میں سے ہو گا، اول شام اور عراق کے درمیان میں سے نکلے گا اور دعویٰ نبوت کرے گا، پھر اصفہان پہنچے گا، وہاں کے ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہو جائیں گے، پھر خدائی کا دعویٰ شروع کر دے گا، اس طرح بہت سے ملکوں پر گذرتا ہوا یمن کی سرحد تک پہنچے گا اور ہر جگہ سے بہت سے بد دین اس کے ساتھ ہوتے چلیں جائیں گے، یہاں تک کہ مکہ معظّمہ کے قریب آ کر ٹھہرے گا، لیکن فرشتوں کی حفاظت کی وجہ سے شہر کے اندر داخل نہ ہو سکے گا، پھر وہاں سے مدینہ کا ارادہ کرے گا، وہاں بھی فرشتوں کے پہرے کی وجہ سے اندر داخل نہ ہو سکے گا، مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا، جتنے آدمی دین میں سست اور کمزور ہوں گے، سب زلزلہ کے ڈر سے باہر نکل کھڑے ہوں گے اور دجال کے پھندے میں پھنس جائیں گے۔

اس وقت مدینہ میں کوئی بزرگ ہوں گے، جو دجال سے خوب بحث کریں گے، دجال جھنجھلا کر ان کو قتل کر دے گا اور پھر زندہ کر کے پوچھے گا کہ اب تو میرے خدا ہونے کے قائل ہوتے ہو؟ وہ فرمائیں گے، اب تو یقین ہو گیا، کہ تو دجال ہے، وہ پھر ان کو مارنا چاہے گا، مگر اس کا ان پر کچھ بس نہ چلے گا اور ان پر کوئی چیز اثر نہ کرے گی، وہاں سے دجال ملکِ شام پہنچے گا، جب دمشق کے قریب ہو گا، تو حضرت مہدی علیہ الرضوان وہاں پہلے سے پہنچ چکے ہوں گے اور لڑائی کی تیاری میں مشغول ہوں گے کہ فجر کا وقت آ جائے گا، موذن اذان دے گا اور لوگ نماز کی تیاری میں

ہوں گے کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے اُترتے نظر آئیں گے اور جامع مسجد کے مشرق کی طرف والے منارے پر آ کر ٹھہریں گے، وہاں سے زینہ لگا کر نیچے تشریف لائیں گے۔

چودھویں صدی میں اِمام مہدی علیہ الرضوان کے آنے کی شرعی حیثیت

چودھویں صدی میں امامِ مہدی علیہ الرضوان کے آنے کی کوئی حدیث نہیں، جس شخص نے آپ کو حدیث کا حوالہ دیا، اس نے غلط اور جھوٹا حوالہ دیا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تو کبھی غلط نہیں ہو سکتا، لیکن اگر کوئی شخص جھوٹی بات بنا کر آں حضرت کی طرف منسوب کر دے تو وہ ظاہر ہے کہ سچی نہیں ہو گی۔ اور جھوٹے لوگ ہی جھوٹی اور بناوٹی حدیث کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، علاماتِ قیامت، چودھویں صدی میں امامِ مہدی کے آنے کی شرعی حیثیت: 2/357،)

ظہور کے وقت حضرت مہدی علیہ الرضوان کی عمر اور مدتِ خلافت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب شہید رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"روایات وآثار کے مطابق ان کی عمر چالیس برس ہو گی، جب ان سے بیعتِ خلافت ہو گی، ان کی بیعتِ خلافت کے ساتویں سال کانا دجال نکلے گا، اس کو قتل کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، حضرت مہدی علیہ الرضوان کے دو سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گذریں گے اور 49 برس کی عمر میں ان کا وصال ہو گا"۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، علاماتِ قیامت، حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور کب ہو گا؟ اور وہ کتنے دن رہیں گے؟ 2/358، 359)

حضرت مہدی علیہ الرضوان کی سخاوت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک بار) ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی وفات کے بعد پیش آنے والے حادثات کے خوف نے آگھیرا، تو ہم نے اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (گبھرانے کی کوئی بات نہیں) "میری امت میں مہدی کا خروج ہوگا، جو پانچ، سات یا نو سال (بطورِ خلیفہ) زندہ رہیں گے"، (سالوں کی تعداد میں شک راوی کی طرف سے ہے) ہم نے عرض کیا کہ یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟ ارشاد فرمایا: "کئی سال"، پھر فرمایا: "ایک آدمی ان کے پاس آکر کہے گا کہ اے مہدی! مجھے کچھ دیجیے!، مجھے کچھ دیجیے! تو وہ لَپ بھر بھر کر اس کے کپڑے میں اتنا ڈال دیں گے، جس کو وہ اٹھا سکے"۔ یعنی: کسی آدمی میں جتنا وزن اٹھانے کی ہمت ہوسکتی ہے، حضرت مہدی علیہ الرضوان اس سے کم نہیں دیں گے۔ (سنن الترمذی، کتاب الفتن، رقم الحدیث: 2232، 3/ 254،)

حضرت مہدی علیہ الرضوان کی وفات

حضرت مہدی علیہ الرضوان کا انتقال اپنی طبعی موت سے ہوگا، ان کی نمازِ جنازہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پڑھائیں گے اور بیت المقدس میں دفن کریں گے۔ حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ویصلی علیہ روح اللہ عیسیٰ علیہ السلام، ویدفنہ فی بیت المقدس، کذا فی شرح العقیدۃ السفارینیۃ. 81/2 (التعلیق الصبیح، کتاب الفتن، حدیث الأبدال: 6/ 203، سعید)

حضرت مہدی علیہ الرضوان کے لیے "رضی اللہ عنہ" کا خطاب

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب شہید رحمہ اللہ ایک سائل کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت مہدی علیہ الرضوان کے لیے "رضی اللہ عنہ" کے پُرشکوہ الفاظ پہلی بار میں نے استعمال نہیں کیے، بلکہ اگر آپ نے مکتوباتِ امام ربانی رحمہ اللہ کا مطالعہ کیا ہے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ مکتوباتِ شریفہ میں امامِ ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے حضرت مہدی کو انہی الفاظ سے یاد کیا ہے"۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، علاماتِ قیامت، الامام المہدی...... سنی نظریہ: 2/ 362،)

امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے پہلے اور بعد کے حالات

امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے پہلے اور بعد کے حالات ظہور مہدی علیہ الرضوان اس وقت ہوگا جب دنیا ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اور حضرت مہدی علیہ الرضوان دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے قبل فتنے بہت بڑھ چکے ہوں گے آپ فتنوں کو ختم کریں گے اور آپ کے زمانہ میں آپس میں محبت والفت کا وہ رنگ ہوگا جو حضرات صحابہ کے دور میں تھا اور تمام مسلمان آپس میں بھائیوں کی طرح رہیں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی خلافت پوری دنیا میں ہوگی اور وہ پوری دنیا کے حکمران ہوں گے جس کی مدت ۷ سال سے ۹ سال تک کے درمیان ہوگی۔ حضرت امام مہدی کی شناخت کے لیے ایک علامت یہ بھی ہوگی کہ ان سے لڑنے کے لیے ایک لشکر روانہ ہوگا اور جب وہ لشکر مکہ اور مدینہ کے درمیان پہنچے گا تو اس پورے لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ مقام بیدا میں لشکر کے زمین میں دھنس جانے کی روایات امام مسلم اور امام ابن ماجہ دونوں نے تخریج کی ہیں۔ حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو (مسلم شریف حدیث نمبر ۷۲٤۰ تا ۷۲٤٤، ابن ماجہ)

سفیانی اور اس کے لشکر کی تفصیل یہ ہے کہ وہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ کی اولاد میں سے ایک اموی شخص ہوگا جس سے اسلام اور مسلمانوں کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا، اس کے زمانے میں مسلمانوں کا بالعموم اور علماو فضلا کا بالخصوص قتل عام ہوگا لیکن یہ فتنہ زیادہ دیر تک نہیں رہے گا کیوں کہ حضرت امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہوگا جس کی علامت یہ ہوگی کہ سفیانی بیت اللہ کو منہدم کرنے کی نیت سے روانہ ہوگا لیکن جب یہ اپنے لشکر سمیت بیدا نامی جگہ جو حرمین کے درمیان ہے پہنچے گا تو پورا لشکر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رح تحریر فرماتے ہیں: "اس لشکر کا زمین میں دھنسنا فتنہ سفیانی کی نشانی ہوگی اور سفیانی کا خروج دراصل امام مہدی کے ظہور کی علامت ہوگا اور اس سلسلے میں بہت سی احادیث تواتر معنوی کے ساتھ وارد ہوئی ہیں۔ (التعلیق الصبیح جلد۶ صفحہ ۲۰۰)

اور اس پورے لشکر میں سے صرف ایک شخص زندہ بچے گا جو لوگوں کو آ کر لشکر کے زمین میں دھنس جانے کی خبر دے گا چنانچہ حضرت کاندھلویؒ ہی تحریر فرماتے ہیں: "ان لوگوں میں سے صرف ایک مخبر زندہ بچے گا حوالہ بالا۔ یہی نہیں کہ امام مہدی کے ظہور سے قبل صرف سفیانی کا خروج ہوگا بلکہ بہت سے اور لوگ بھی خروج کریں گے چنانچہ کچھ لوگ مصر سے خروج کریں گے، کچھ مغربی جانب سے اور کچھ جزیرہ العرب سے گویا اس وقت ساری دنیا کے مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے کفر پوری قوت سے مسلمانوں کے ساتھ نبرد آزما ہوگا اور چہار اطراف سے مرکز عالم اور مرکز اسلام خانہ کعبہ پر حملے کی تیاریاں شروع ہو جائیں گی اور اس کے کچھ ہی عرصے کے بعد امام مہدی کا ظہور ہو جائے گا حضرت امام مہدی کے زمانے میں اکثر یہودی مسلمان ہو جائیں گے جس کی وجہ یہ ہوگی کہ امام مہدی کو تابوت سکینہ مل جائے گا جس کے ساتھ یہودیوں کے بڑے اعتقادات وابستہ ہیں اس لیے وہ اس تابوت کو حضرت امام مہدی کے پاس دیکھ کر مسلمان ہو جائیں گے (الاشاعۃ صفحہ ۱۹۹)

مغرب کی طرف سے کئی جھنڈوں کا نمودار ہونا اور اس لشکر کا سردار قبیلہ کندہ کا ایک آدمی ہوگا چناں چہ نعیم بن حماد نے یہ روایت نقل کی ہے کہ، ترجمہ: "امام مہدی کے ظہور کی علامت وہ چند جھنڈے ہیں جو مغرب کی طرف سے آئیں گے اور ان کا سردار قبیلہ کندہ کا ایک لنگڑا شخص ہوگا (کتاب الفتن صفحہ ۲۳۰)

حضرت امام مہدی کی تصدیق و تائید اور امت مسلمہ کی عزت و شرافت اور اس کی عنداللہ مقبولیت کی سب سے اہم دلیل وہ نماز ہوگی جو حضرت عیسی علیہ السلام حضرت امام مہدی کی اقتدا میں ادا فرمائیں گے۔ (بخاری شریف ۴۹ ۴ ۳، مسلم ۲ ۳۹)

لیکن اس سے حضرت عیسی علیہ سلام کے منصب و نبوت پر کوئی حرف نہیں آئے گا اور یہ ایسے

ہی ہوگا جیسے نبی علیہ سلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کی علامہ سیوطی نے الحاوی للفتاوی میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، ترجمہ: "اگر دنیا کی مدت ختم ہونے میں صرف ایک دن بچے گا تب بھی اللہ ایک آدمی بھیج کر رہے گا جو نام اور اخلاق میں میرے مشابہہ ہوگا اور اس کی کنیت ابوعبدللہ ہوگی۔ (الحاوی جلد ۲ صفحہ ۷٦)

اس سلسلے میں حضرت عبدللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، ترجمہ: "مشرق کی طرف سے ایک قوم سیاہ جھنڈوں کے ساتھ آئے گی اور وہ لوگ مال کا مطالبہ کریں گے، لوگ ان کو مال نہیں دیں گے تو وہ لڑیں گے اور ان پر غالب آجائیں گے اب وہ لوگ ان کے مطالبہ کو پورا کرنا چاہیں گے تو وہ اس کو قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ وہ اس مال کو میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے حوالے کردیں گے جو زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھردے گا جیسے لوگوں نے پہلے اسے ظلم وستم سے بھرا ہوگا سو تم میں سے جو کوئی اس کو پائے تو اس کے پاس آجائے اگر چہ برف پر چل کے آنا پڑے۔ (الاشاعہ صفحہ ۲٤)

ظہور مہدی پر دلالت کرنے والی علامات میں سے ایک علامت وقت کا انتہائی تیز رفتاری سے گزرنا بھی ہے جس کی وجہ بظاہر بے برکتی کا پیدا ہوجانا ہوگا۔ ترمذی شریف کی ایک روایت کا ترجمہ ہے "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک زمانہ قریب نہ جائے سال مہینہ کے برابر، مہینہ ہفتہ کے برابر، ہفتہ دن کے برابر، دن ایک گھنٹہ کے برابر اور ایک گھنٹہ آگ کا شعلہ سلگنے کے برابر نہ ہوجائے۔ اس حدیث کی شرح کرتے ہووے ملا علی قاریؒ نے امام خطابی کا یہ قول نقل فرمایا ہے: "ایسا امام مہدی یا حضرت عیسی یا دونوں کے زمانے میں ہوگا، میں کہتا ہوں کہ آخری قول ہی زیادہ ظاہر ہے کیوں کہ یہ معاملہ خروج دجال کے وقت پیش آئے گا اور دجال کا خروج ان دونوں بزرگوں کے زمانے میں ہوگا۔

متواتر احادیث کی روشنی میں اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ امام مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے، قرب قیامت ان کا ظہور ہوگا اور وہ پوری دنیا میں عدل وانصاف کے پھریرے لہرائیں گے۔

ظہور امام مہدی سے متعلق احادیث

ائمہ دین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام مہدی کے ظہور کے بارے میں مروی احادیث صحیح اور قابل حجت ہیں۔ اس حوالے سے چند ایک ائمہ دین کی آراء ملاحظہ فرمائیں:

(1) امام ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد عقیلی (م: ۳۲۲ھ) فرماتے ہیں:

(2) امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ بیہقی رحمہ اللہ (۳۸۴-۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

والاحادیث فی التنصیص علی خروج المهدی اصح اسنادا، وفیها بیان کونه من عترة النبی صلی الله علیه وسلم۔

"امام مہدی کے خروج کے بارے میں احادیث صحیح سند والی ہیں۔ ان میں یہ وضاحت بھی ہے کہ امام مہدی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں سے ہوں گے۔" (تاریخ ابن عساکر: 47/517، تہذیب التہذیب لابن حجر: 9/126)

(3) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱-۷۲۸ھ) فرماتے ہیں: **والاحادیث التی یحتج به خروج المهدی احادیث صحیحه۔**

"جن احادیث سے امام مہدی کے خروج پر دلیل لی جاتی ہے، وہ احادیث صحیح ہیں۔" (منہاج السنۃ لابن تیمیہ: 4/95)

(4) شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، علامہ ابن القیم (۶۹۱-۷۵۱ھ) نے فرمایا: **وهذه الاحادیث اربعة اقسام، صحاح وحسان وغرائب و موضوعه۔**

''یہ احادیث چار قسم کی ہیں جن میں سے صحیح بھی ہیں، حسن بھی ہیں، غریب بھی ہیں اور موضوع بھی۔'' [المنار المنیف لابن القیم: ص:148]

(5) علامہ ابوعبداللہ محمد بن جعفر بن ادریس کتانی رحمہ اللہ (۱۲۷۴ـ ۱۳۴۵ھ) اس بارے میں تفصیلی گفتگو کرنے کے بعد خلاصہ یوں بیان فرماتے ہیں:

والحاصل ان الاحادیث الواردة فی المھدی المنتظر متواترة۔

''خلاصہ کلام یہ ہے کہ مہدی منتظر کے بارے میں وارد احادیث متواتر ہیں۔'' (نظم المتناثر في الحديث المتواتر للكتاني، ص:47)

(6) علامہ شمس الدین ابوالعون محمد بن احمد بن سالم سفارینی رحمہ اللہ (۱۱۱۴ـ۱۱۸۸ھ) لکھتے ہیں:

من اشراط الساعة التی وردت بھا الاخبار وتواترت فی مضمونھا الآثار۔ ''امام مہدی کا ظہور قیامت کی ان علامات میں سے ہے جن کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں اور جن کے بارے میں متواتر آثار مروی ہیں۔'' (لوامع الأنوار البهية للسفاريني: 2/70)

(7) علامہ محمد امین بن محمد مختار شنقیطی رحمہ اللہ (۱۳۲۵ـ ۱۳۹۳ھ) فرماتے ہیں: **وقد تواترت الاخبار واستفاضت بکثرة روایتھا عن المختار صلی اللہ علیہ وسلم بمجیء المھدی، وانہ من اھل بیتہ۔**

''امام مہدی کے آنے اور ان کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہونے کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر و مشہور احادیث مروی ہیں۔'' (الجواب المقنع المحرر للشینقیطی، ص:30)

یہ تو علمائے کرام اور ائمہ دین کے نزدیک امام مہدی کے متعلق وارد ہونے والی احادیث کا حال تھا۔ اب ان میں سے چند احادیث و آثار ملاحظہ فرمائیں:

☆ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو لم يبق من الدنيا إلا يوم، قال: زائدة في حديثه لطول الله ذلك اليوم، ثم اتفقوا: حتى يبعث فيه رجلا مني او من اهل بيتي يواطئ اسمه اسمي واسم ابيه اسم۔

اگر دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی ہوا (اور امام مہدی نہ آئے) تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو لمبا کر دے گا حتی کہ میری نسل سے یا میرے اہل بیت سے ایک آدمی کو مبعوث کرے گا جس کا نام میرے نام پر اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا۔" (مسند الامام احمد: 1/377، 430، سنن ابی داود: 4282، سنن الترمذی: 2230، وقال حسن صحیح، وسندہ حسن)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ستكون فتنة يحصل الناس منها كما يحصل الذهب في المعدن، فلا تسبوا أهل الشام، وسبوا ظلمتهم، فإن فيهم الأبدال، وسيرسل الله تعالى إليهم سيباً من السماء فيغرقهم، حتى لو قاتلهم الثعالب غلبتهم، ثم يبعث الله عز وجل عند ذلك رجلاً من عترة الرسول صلى الله عليه وسلم في اثني عشر ألفا إن قلوا، وخمسة عشر ألفا إن كثروا، أمارتهم أو علامتهم أمت أمت على ثلاث رايات يقاتلهم أهل سبع رايات ليس من صاحب راية إلا وهو يطمع بالملك، فيقتتلون ويهزمون، ثم يظهر الهاشمي فيرد الله إلى الناس إلفتهم ونعمتهم، فيكونون على ذلك حتى يخرج الدجال

"عنقریب فتنہ نمودار ہوگا۔ لوگ اس سے ایسے کندن بن کر نکلیں گے جیسے سونا بھٹی میں کندن بنتا ہے۔ تم اہل شام کو برا بھلا نہ کہو بلکہ ان پر ظلم کرنے والوں کو برا بھلا کہو کیونکہ اہل شام میں ابدال ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ان پر آسمان سے بارش نازل کرے گا اوران کوغرق کردے گا۔اگرلومڑیوں جیسے مکارلوگ بھی ان سے لڑیں گےتو وہ ان پر غالب آجائیں گے۔پھر اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں سے ایک شخص کوکم ازکم بارہ ہزاراور زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزارلوگوں میں بھیجے گا۔ان کی علامت امت امت ہوگی۔وہ تین جھنڈوں پر ہوں گے۔ان سے سات جھنڈوں والےلڑائی کریں گے۔ہر جھنڈے والا بادشاہت کا طمع کرتا ہوگا۔وہ لڑیں گےاورشکست کھائیں گے،پھر ہاشمی غالب آجائے گا اوراللہ تعالیٰ لوگوں کی طرف ان کی الفت اور محبت ومودّت لوٹا دے گا۔وہ دجال کے نکلنے تک یونہی رہیں گے۔

(المستدرك على الصحيحين للحاكم : 4/596، ح: 8658، وسنده صحيح)

اس روایت کوامام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' اورحافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

احادیث وآثار کے خلاف رافضی شیعوں نے اپنا ایک ''امام غائب'' بنا رکھا ہے۔وہ ان کا ''مہدیٔ منتظر'' ہے۔اس کا نام محمد بن حسن عسکری ہے۔

اس بارے میں حافظ ابن کثیر (۷۰۱۔۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

المهدى الذى يكون فى آخر الزمان، وهو أحد الخلفاء الراشدين والأئمة المهديين، وليس بالمنتظر الذى تزعم الروافض، وترتجى ظهوره من سرداب فى سامراء، فإن ذاك ما لا حقيقة له، ولا عين ولا أثر .

''اس سے مراد وہ مہدی ہیں جوآخر زمانے میں ہوں گے۔وہ ایک خلیفہ راشد اور ہدایت یافتہ امام ہوں گے۔ان سے مراد وہ مہدیٔ منتظر نہیں جس کے بارے میں رافضی لوگ دعویٰ کرتے ہیں اور سامراء کے ایک مورچے سے اس کے ظہور کا انتظار کرتے ہیں۔اس کی کوئی حقیقت نہیں، نہ اس کے بارے میں کوئی روایت واثر ہی موجود ہے۔'' (النهاية فى الفتن والملاحم لابن كثير: 1/49)

نیز فرماتے ہیں: **فيخرج المهدى، ويكون ظهوره من بلاد المشرق، لا من**

سرداب سامرا، كما يزعمه جهلة الرافضة من أنه موجود فيه الآن، وهم ينتظرون خروجه آخر الزمان، فإن هذا نوع من الهذيان، وقسط كبير من الخذلان، وهوس شديد من الشيطان، إذ لا دليل عليه ذلك ولا برهان، لا من كتاب ولا سنة ولا من معقول صحيح ولا استحسان:

"امام مہدی نکلیں گے۔ ان کا ظہور مشرق کے علاقے سے ہوگا، سامراء کے مورچے سے، جاہل رافضیوں کا خیال ہے کہ وہ امام مہدی اس غار میں اب موجود ہیں اور وہ آخری زمانے میں ان کے خروج کے منتظر ہیں۔ یہ ایک قسم کی بےوقوفی، بہت بڑی رسوائی اور شیطان کی طرف سے شدید ہوس ہے کیونکہ اس بات پر کوئی دلیل و برہان نہیں، نہ قرآن سے، نہ سنت رسول سے، نہ عقل سے اور نہ قیاس سے۔" (النهاية في الفتن والملاحم لابن كثير: 1/55)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

هذا الحديث دلالة على أنه لا بد من وجود اثنى عشر خليفة عادل وليسوا هم بأئمة الشيعة الاثنى عشر فإن كثيرا من أولئك لم يكن لهم من الامر شيء، فأما هؤلاء فإنهم يكونون من قريش يلون فيعدلون وقد وقعت البشارة بهم في الكتب المتقدمة ثم لا يشترط أن يكون متتابعين بل يكون وجودهم في الأمة متتابعا ومتفرقا، وقد وجد منهم أربعة على الولاء وهم أبو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضى الله عنهم ثم كانت بعدهم فترة ثم وجد منهم من شاء الله، ثم قد يوجد منهم من بقي في الوقت الذي يعلمه الله تعالى، ومنهم المهدى الذى أسمه يطابق أسم رسول الله صلى الله عليه وسلم و كنيته كنيته يملأ الأرض عدلا وقسطا كما ملئت جورا وظلما :

''اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بارہ عادل خلیفہ ضرور ہوں گے۔ ان سے مراد شیعوں کے بارہ امام نہیں۔ کیونکہ ان میں سے اکثر کے پاس کوئی حکومت تھی ہی نہیں جبکہ جن بارہ خلفاء کا حدیث میں ذکر ہے، وہ قریش سے ہوں گے جو حاکم بن کر عدل کریں گے۔ ان کے بارے میں پہلی کتابوں میں بھی بشارت موجود ہے۔ پھر ان کا پے در پے آنا ضروری نہیں بلکہ امت میں ان کا وجود پے در پے بھی ہوگا اور وقفے وقفے سے بھی۔ ان میں سے چار پے در پے آئے۔ وہ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان کے بعد وقفہ ہوا اور پھر جتنے اللہ نے چاہے آئے، پھر ان میں سے جتنے باقی ہیں، وہ اللہ کے علم میں وقت مقررہ پر ضرور آئیں گے۔ انہی میں سے امام مہدی ہوں گے جن کا نام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اور کنیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت کے مطابق ہوگی۔ وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔'' (تفسیر ابن کثیر :4/568،569، تحت سورۃ النور :55)

ایک مقام پر یوں فرماتے ہیں:

ولا تقوم الساعة حتى تكون ولايتهم لا محالة، والظاهر أن منهم المهدى المبشر به فى الأحاديث، بذكره انه يواطىء اسمه اسم النبى صلى الله عليه وسلم واسم ابيه اسم ابيه فيملا الارض عدلا وقسطا كما ملئت جوراً وظلماً، وليس هذا بالمنتظر الذى يتوهم الرافضة وجوده ثم ظهوره من سرداب سَامراء . فإن ذلك ليس له حقيقة ولا وجود بالكلية، بل هو من هَوَسِ العقول السخيفة، وَتَوَهُّم الخيالات الضعيفة، وليس المراد بهؤلاء الخلفاء الاثنى عشر الأئمة الاثنى عشر الذين يعتقد فيهم الاثنا عشرية من الروافض، لجهلهم وقلة عقلهم. وفى التوراة

البشارة بإسماعيل، عليه السلام، وأن الله يقيم من صُلْبِه اثني عشر عظيماً، وهم هؤلاء الخلفاء الاثنا عشر المذكورون في حديث ابن مسعود، وجابر بن سَمُرة، وبعض الجهلة ممن أسلم من اليهود إذا اقترن بهم بعض الشيعة يوهمونهم أنهم الأئمة الاثنا عشر، فيتشيع كثير منهم جهلا وسَفَها، لقلة علمهم وعلم من لقنهم ذلك بالسنن الثابتة عن النبي صلى الله عليه وسلم.

''بلاشبہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک ان بارہ خلیفوں کی حکومت قائم نہ ہو جائے۔ظاہر ہے کہ انہی میں سے امام مہدی ہوں گے جن کے بارے میں احادیث میں یہ موجود ہے کہ ان کا نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے مطابق (محمد) اوران کے والد کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے نام کے مطابق (عبداللہ) ہوگا۔وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔امام مہدی سے مراد وہ امام منتظر نہیں جس کے بارے میں رافضی لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اب موجود ہے اور سامراء کے مورچے سے اس کا ظہور ہوگا۔اس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں نہ اس کا قطعاً کوئی وجود ہے بلکہ یہ گندی ذہنیت کی ہوس اور کمزور خیالات کا وہم ہے۔ان بارہ خلفاء سے مراد وہ بارہ امام نہیں جن کا اثنا عشری رافضی اپنی جہالت اور کم علمی کی بنا پر اعتقاد رکھتے ہیں۔تورات میں اسماعیل علیہ السلام کی بشارت کے ساتھ یہ بات بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے بارہ عظیم لوگ پیدا کرے گا۔یہ وہی بارہ خلفاء ہیں جن کا ذکر سیدنا ابن مسعود اور سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے۔یہودیت سے توبہ کر کے اسلام لانے والے بعض جاہل لوگوں سے جب کوئی شیعہ ملتا ہے تو وہ ان کو دھوکا دیتا ہے کہ ان سے مراد بارہ امام ہیں۔ان میں سے اکثر جہالت اور بے وقوفی

کی بنا پر شیعہ ہو جاتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت احادیث کے بارے میں کم علم ہوتے ہیں اور ان کو ایسی تلقین کرنے والے بھی کم علم ہوتے ہیں۔(تفسیر ابن کثیر: 3/504، تحت سورۃ المائدۃ: 12)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کب ہوگا

آخری زمانہ میں قربِ قیامت حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہوگا، ان کے ظہور کے ۷/ سال بعد دجال نکلے گا، اس کے بعد اس کو قتل کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ **وإنه سينزل قبل يوم القيامة كما دلت عليه الأحاديث المتواترة** (تفسیر ابن کثیر مع البغوي)(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱/ ۲۷۴)

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق میں ہوگا، عین اس وقت جب کہ نمازِ فجر کی اقامت ہوچکی ہوگی، جامع دمشق کے شرقی منارہ کے پاس نزول فرمائیں گے۔آپ علیہ السلام اپنی دونوں ہتھیلیاں فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے ہوں گے، ان کی تشریف آوری پر امام مہدی (جو مصلے پر جا چکے ہوں گے) پیچھے ہٹ جائیں گے اور ان سے امامت کی درخواست کریں گے، مگر آپ علیہ السلام امام مہدی کو حکم فرمائیں گے کہ نماز پڑھائیں کیونکہ اس نماز کی اقامت آپ کے لیے ہوئی ہے: **كذلك إذ بعث الله المسيح بن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهرودتين واضعًا كفيه على أجنحة ملكين** (مشکاۃ شریف: ۴۷۳) مستفاد آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱/ ۲۸۱۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پوری وضاحت سے بیان فرما دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر صلیب کو

توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے اور تمام لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے، پس اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام ملتوں کو ہلاک کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں مسیح دجال کو ہلاک کر دیں گے۔ روئے زمین پر امن وامان کا دور دورہ ہوگا، شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑ بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس برس ٹھہریں گے، پھر ان کی وفات ہوجائے گی، مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور ان کو دفن کر دیں گے۔ (مسند احمد: ۲/ ۴۰۶۔ فتح الباری: ۶/ ۲۵۷)

نزول حضرت عیسیٰؑ قرآن وحدیث کی روشنی میں

قرآن کریم نے بہت واضح طریقہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اُٹھائے جانے کو بیان کیا ہے۔

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ (آل عمران: ۵۴)

اور وہ (یعنی یہود قتل عیسیٰ کے بارے میں ایک) چال چلے اور اللہ تعالیٰ نے بھی (عیسیٰ کو بچانے کے لیے) تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ خوب تدبیر کرنے والا ہے۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ﴿۱۵۷﴾ بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿۱۵۸﴾

اور یہ کہنے کے سبب کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو جو خدا کے پیغمبر (کہلاتے) تھے قتل کر دیا ہے (خدا نے ان کو ملعون کر دیا) اور انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو

ان کی سی صورت معلوم ہوئی اور جولوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ ان کے حال سے شک میں پڑے ہوئے ہیں اور پیروی ظن کے سوا ان کو اس کا مطلق علم نہیں۔ اور انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اور خدا غالب اور حکمت والا ہے۔

صحیح احادیث مبارکہ میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اُٹھائے جانے اور قربِ قیامت میں دوبارہ تشریف لانے کو بارہا بیان کیا گیا ہے۔

وعن الحسن البصری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم للیهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة۔ (در منثور ص ۳۶ ج ۲)

ترجمہ: حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو فرمایا بے شک عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے اور بے شک وہ تمہاری طرف قیامت سے پہلے لوٹ کر آنے والے ہیں۔

الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یاتی علیه الفناء۔ (صحیح مسلم جلد ا ص ۸۷ طبری ص ۲۸۹ ج ۳)

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے یہ کہ ہمارا پروردگار زندہ ہے، نہیں مرے گا اور بیشک عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آنے والی ہے یا آئے گی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے تو مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا آگے تشریف لائیے اور نماز پڑھائیے تو وہ عرض کریں گے نہیں تم لوگ خود ایک دوسرے کے امیر ہو اور اللہ کی جانب سے یہ اس امت کا اکرام ہے۔ (مسلم)

حضرت نواس بن سمعان کہتے ہیں کہ (دجال کے واقع کو بیان کرتے ہوئے) اسی دوران اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیجیں گے وہ زرد رنگ کے دو کپڑوں میں ملبوس دو فرشتوں کے بازوں کو تھامے ہوئے دمشق کے مشرقی حصہ میں سفید منارہ کے پاس اتریں گے جب وہ سر جھکائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ڈھلکتے دکھائی پڑیں گے لد کے دروازے پر دجال کو پکڑ کر قتل کریں گے۔ (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (دجال کا قصہ بیان کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ اس وقت اچانک حضرت عیسیٰؑ مسلمانوں کے پاس پہنچیں گے نماز کھڑی ہو رہی ہو گی ان سے کہا جائے گا کہ اے روح اللہ آگے بڑھیے۔ وہ کہیں گے تمہارا امام ہی آگے بڑھ کر نماز پڑھائے گا ۔نماز سے فارغ ہو کر لوگ دجال کے مقابلے کے لئے نکلیں گے دجال حضرت عیسیٰؑ کو دیکھ کر ایسا گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰؑ آگے بڑھ کر اس کو قتل کر دیں گے اور حالت یہ ہوگی کہ شجر و حجر آواز لگائیں گے کہ اے روح اللہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہے ،چنانچہ وہ دجال کے چیلوں میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے۔ (مسند احمد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ وقت ضرور آئے گا جب تم میں اے امت محمدیہ ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہو کر صلیب کو توڑیں گے یعنی صلیب پرستی ختم کریں گے خنزیر کو قتل کر کے جنگ کا خاتمہ کریں گے اور مال و دولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا اور لوگ ایسے دین دار ہو جائیں گے کہ ان کے نزدیک ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

حضرت عیسیٰ و مہدی کے زمانہ میں مکمل امن و امان ہوگا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد زمین پر چالیس سال زندہ رہیں گے۔ ہاں حضرت مہدی کے آخری زمانے میں دجّال اکبر کا فتنہ عظیم سوائے مکّہ اور مدینہ اور بیت المقدس اور کوہِ طور کے سارے عالم پر چھا جائے گا اور یہ فتنہ دنیا کے تمام فتنوں سے عظیم تر ہوگا، دجّال کا قیام اور فساد صرف چالیس دن رہے گا، مگر ان چالیس دنوں میں سے پہلا دن ایک سال کا، دوسرا دن ایک مہینہ کا ،تیسرا دن ایک ہفتہ کا ہوگا، باقی دن عام دنوں کی طرح کے ہونگے، جس کی صورت یہ بھی ہو سکتی ہے

کہ حقیقتہً یہ دن اتنے طویل کردیئے جائیں، کیونکہ اس آخر زمانے میں تقریباً سارے واقعات ہی خرقِ عادت اور معجزہ کے ہوں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ دن رات تو اپنے معمول کے مطابق ہوتے رہیں مگر دجّال کا بڑا ساحر ہونا حدیث سے ثابت ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے سحر کے اثر سے عام مخلوق کی نظروں پر یہ دن رات کا تغیّر و انقلاب ظاہر نہ ہو۔ وہ اس کو ایک ہی دن دیکھتے اور سمجھتے رہیں۔ حدیث میں جو اس دن کے اندر عام دنوں کے مطابق اندازہ لگا کر نمازیں پڑھنے کا حکم آیا ہے، اس سے بھی تائید اس کی ہوتی ہے کہ حقیقت کے اعتبار سے تو دن رات بدل رہے ہوں گے، مگر لوگوں کے احساس میں یہ بدلنا نہیں ہوگا، اس لئے اس ایک سال کے دن میں تین سو ساٹھ دنوں کی نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا، ورنہ اگر دن حقیقتہً ایک ہی دن ہوتا تو قواعد شرعیہ کی رُو سے اس میں صرف ایک ہی دن کی پانچ نمازیں فرض ہوتیں، خلاصہ یہ ہے کہ دجّال کا کُل زمانہ چالیس دن کا ہوگا، اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر دجّال کو قتل کرکے اس فتنہ کو ختم کریں گے، مگر اس کے متصل ہی یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا جو پوری دنیا میں فساد اور قتل و غارت گری کریں گے، مگر ان کا زمانہ بھی چند ایام ہی ہوگا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے سب بیک وقت ہلاک ہوجائیں گے۔

غرض حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے کے آخر میں اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے شروع میں دو فتنے دجّال اور یاجوج ماجوج کے ہوں گے جو تمام زمین کے لوگوں کو تہہ و بالا کر دیں گے، ان ایام معدودہ سے پہلے اور بعد میں پوری دنیا کے اندر عدل و انصاف اور امن و سکون اور برکات وثمرات کا دور دورہ ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام کے سوا کوئی کلمہ و مذہب زمین پر نہ رہے گا، زمین اپنے خزائن و دفائن اُگل دے گی کوئی فقیر و محتاج نہ رہے گا، درندے اور زہریلے جانور بھی کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں گے۔

حضرت عیسیٰؑ کی وفات اور روضۂ اقدسؐ میں تدفین

مسند احمد اور ابوداؤد میں باسناد صحیح حضرت ابو ہریرہ ؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد چالیس سال زمین پر رہیں گے۔ مسلم کی ایک روایت میں سات سال کا عرصہ بتلایا ہے حافظؒ نے فتح الباری میں اس کو مؤول یا مرجوح قرار دے کر چالیس سال ہی کا عرصہ صحیح قرار دیا ہے اور حسبِ تصریح احادیث یہ پورا عرصہ امن وامان اور برکات کے ظہور کا ہوگا، بغض وعداوت آپس میں قطعاً نہ رہے گا، کبھی دو آدمیوں میں کوئی جھگڑا یا عداوت نہیں ہوگی۔ (روایت مسلم واحمد)

اس امن وامان کے زمانے میں بیت اللہ کا حج وعمرہ جاری رہے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور روضۂ اقدس میں دفن روایاتِ حدیث سے ثابت ہے۔ اس کی بھی یہی صورت ہوگی کہ وہ حج یا عمرہ کے لئے حجاز کا سفر کریں گے (کما رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ التصریح)۔ اس کے بعد مدینہ طیّبہ میں وفات ہوگی اور روضۂ اقدس سے معاً متصل دفن کئے جائیں گے۔

حضرت عیسیٰ کا حج وعمرہ اور روضہ اطہر پر حاضری:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک عادل حاکم اور مُنصف اِمام کی حیثیت سے اتریں گے اور حج یا عُمرے یا دونوں ہی کی نیت کے ساتھ جاتے ہوئے مقامِ "فَج" سے گزریں گے، اور میری قبر پر بھی ضرور آئیں گے اور مجھے سلام کریں گے اور میں اُن کو جواب دوں گا۔ **لَيَهْبِطَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، وَإِمَامًا مُقْسِطًا وَلَيَسْلُكَنَّ فَجًّا حَاجًّا، أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ بِنِيَّتِهِمَا وَلَيَأْتِيَنَّ قَبْرِي حَتَّى يُسَلِّمَ وَلَأَرُدَّنَّ عَلَيْهِ**۔ (مستدرکِ حاکم: 4162)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نکاح:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے قتل سے فارغ ہونے کے بعد بیت المقدس تشریف لے

جائیں گے اور حضرت شعیب کی قوم جو کہ حضرت موسیٰ کا سسرال ہے یعنی قبیلہ جُذام (جو کہ قومِ شعیب کی ایک شاخ ہے) اُس میں نکاح فرمائیں گے اور اُنکی اولاد بھی ہوگی، (نکاح کے بعد) انیس سال قیام فرمائیں گے۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عِيسَى، قَالَ: »بَلَغَنِي أَنَّ « عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ، إِذَا قَتَلَ الدَّجَّالَ رَجَعَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَيَتَزَوَّجُ إِلَى قَوْمِ شُعَيْبٍ خَتَنِ مُوسَى، وَهُمْ جُذَامٌ، فَيُولَدُ لَهُ فِيهِمْ، وَيُقِيمُ تِسْعَ عَشْرَةَ سَنَةً لَا يَكُونُ أَمِيرٌ وَلَا شُرَطِيٌّ، وَلَا مَلِكٌ۔ (الفتن لنعیم:1616)

حضرت عیسیٰ کا انتقال اور کُل مدّتِ قیام:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کُل زمین میں قیام چالیس سال ہوگا، اپنے نزول کے اکیس سال کے بعد آپؑ نکاح فرمائیں گے، نکاح کے بعد انیس سال قیام ہوگا، اولاد ہوگی اور چالیس سال کے بعد رحلت فرما جائیں گے، مسلمان حضرت عیسیٰ کی نماز جنازہ پڑھ کر نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روضہ اطہر پر دفنا دیں گے۔فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ۔ (ابوداود:4324)(مستدرک:4163)(الفتن لنعیم:1616)(ترمذی:3617)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن:

حضرت عبد اللہ بن سلام کے پوتے حضرت محمد بن یوسف اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ توراۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفت ذکر کی گئی ہے اور اس میں یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی (روضہ اطہر) میں دفن ہوں گے۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَه۔ (ترمذی:3617)

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ مجھے یہ خیال ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی تو کیا آپ مجھے اِس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے برابر میں دفن ہوجاؤں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " **وأنی لك بذلك الموضع! ما فيه إلا موضع قبري وقبر أبي بكر وعمر وعيسى ابن مريم** "وہ جگہ تمہیں کیسے مل سکتی ہے، وہاں تو میری، ابوبکر کی، عمر کی اور عیسیٰ ابن مریم کی قبر کے علاوہ کسی کی جگہ نہیں ہے۔ (کنزالعمال:39728)

حضرت عیسیٰ کے بعد کیا ہوگا؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: عیسیٰ ابن مریم نازل ہوکر دجال کو قتل کریں گے اور چالیس سال (دنیا میں) رہیں گے، لوگوں میں اللہ کی کتاب اور میری سنت کے مطابق عمل کریں گے اور اُن کی موت کے بعد حضرت عیسیٰ کی وصیت کے مطابق (قبیلہ) بنی تمیم کے ایک شخص کو آپ کا خلیفہ مقرر کیا جائے گا جس کا نام "مُقْعَد" ہوگا، مقعد کی وفات کے بعد لوگوں پر تیس سال گزرنے بھی نہ پائیں گے کہ قرآن مجید لوگوں کے سینوں اور ان کے مصاحف سے اُٹھالیا

جائے گا۔ (الاشاعۃ للبرزنجی:239) (علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیح:111)

دجال

دجال کے معنی ہیں حقیقت کو چھپانے والا، سب سے بڑا دھوکے باز اور چالباز۔ دجال کا مادہ دجل ہے جس کے معنی ہیں خلط ملط کردینا، تلبیس یعنی شیطانی چالوں سے دوسروں کو دھوکے اور التباس میں ڈالنا، ملمع سازی کرنا، حقیقت کو چھپانا، جھوٹ بولنا اور غلط بیانی کرنا۔ گویا دجال میں یہ تمام منفی اوصاف پائے

جاتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں دجال سے مراد جھوٹا مسیح (المسیح الدجال) ہے جو قیامت کی

اہم نشانیوں میں سے ایک ہے۔ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا اور نبوت اور خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ دجال کی کئی علامات احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہیں۔

''حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا اور ایک لمبی تقریر فرمائی، اس میں دجال کا حال بھی بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سے اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کو پیدا کیا ہے، اس وقت سے اب تک دجال کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ پیدا نہیں فرمایا۔ تمام انبیاء اپنی امتوں کو دجال سے خوف دلاتے رہے ہیں، چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے اخیر میں، میں ہوں، اور تم بھی آخری امت ہو اس لیے دجال تمھیں لوگوں میں پیدا ہوگا۔ اگر وہ میری زندگی میں ظاہر ہو جاتا تو میں تم سب کی جانب سے اس کا مقابلہ کرتا، لیکن چونکہ وہ میرے بعد ظاہر ہوگا اس لیے ہر شخص اپنے نفس کی جانب سے اپنا بچاؤ کرلے گا۔ اللہ میری جانب سے اس کا محافظ ہوگا۔ سنو! دجال شام وعراق کے مابین مقام خُلّہ سے ہوگا اور اپنے دائیں بائیں ملکوں میں فساد پھیلائے گا۔ اے اللہ کے بندو! ایمان پر ثابت قدم رہنا۔ میں تم کو اس کی وہ حالت سناتا ہوں، جو مجھ سے پہلے کسی نے بھی بیان نہیں کی۔ پہلے تو وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا، پھر کہے گا، میں خدا ہوں، (نعوذ باللہ) تم مرنے سے پہلے خدا کو نہیں دیکھ سکتے۔ پھر دجال کیسے خدا ہوا؟ اس کے علاوہ وہ کانا ہوگا تمہارا رب کانا نہیں۔ اس کی پیشانی پر ک، ف، ر، لکھا ہوگا، جسے ہر مومن عالم ہو یا جاہل سب پڑھ لیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پس جب دجال ویرانے پر سے گزرے گا تو اسے حکم دے گا کہ اپنے خزانے نکال، تو اس کے خزانے اس کی ایسی اتباع کریں گے، جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سردار کی اتباع کرتی ہیں۔'' (مشکوٰۃ ترمذی جلد 2)

اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ بھی ہوگی لیکن حقیقت میں وہ جنت، دوزخ ہوگی اور دوزخ، جنت ہوگی، تو جو شخص اس کی دوزخ میں ڈالا جائے، اسے چاہیے کہ سورہ کہف کی ابتدائی

آیات پڑھے تو وہ دوزخ اس کے لیے ایسا ہی باغ ہو جائے گی۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔ اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی سے کہے گا، کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کر دوں، تو کیا مجھے تُو خدا مانے گا؟ وہ کہے گا، ہاں، تو دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت بنا کر آئیں گے، اور اس سے کہیں گے، کہ بیٹا اس کی اطاعت کرو، یہ تیرا رب ہے۔ اور ایک فتنہ یہ ہے کہ ایک شخص کو مار کر اور چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دے گا اور کہے گا دیکھو میں اس بندے کو اب ملاتا ہوں، تو کیا اس کے بعد بھی میرے علاوہ کوئی دوسرے خدا کو مانو گے؟ خدا تعالیٰ اس دجال کا فتنہ پورا کرنے کے لیے اسے دوبارہ زندہ کر دے گا۔ دجال اس سے پوچھے گا، تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہے گا کہ میرا رب اللہ ہے، اور تُو خدا کا دشمن دجال ہے۔ خدا کی قسم اب تو مجھے تیرے دجال ہونے کا پورا یقین ہو گیا۔ اور دجال کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ فیأمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ پس دجال آسمان کو حکم کرے گا، تو مینہ برسائے گا، اور زمین کو حکم دے گا تو وہ سبزہ اگائے گی، اور اس روز چرنے والے جانور خوب موٹے تازے ہوں گے، کوکھیں بھری ہوئی، تھن دودھ سے لبریز ہوں گے، سوائے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے کوئی خطہ زمین کا ایسا نہ ہوگا، جہاں دجال نہ پہنچا ہوگا، مکہ اور مدینہ میں داخل ہوتے وقت فرشتے اس کو ننگی تلواروں سے روکیں گے۔ دجال ایک چھوٹی سی سرخ پہاڑی کے قریب مقیم ہو جائے گا۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضرت امام مہدیؓ ملک کے بندوبست میں ہی مصروف ہوں گے کہ افواہ اڑے گی کہ دجال نے مسلمانوں پر تباہی ڈال دی ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی حضرت امام مہدیؓ ملک شام کی طرف تیاری فرمائیں گے، اور اس خبر کی تحقیق کے لیے پانچ یا نو سوار بھیجیں گے جن کے حق میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **إِنِّي لَأَعْرِفُ أَسْمَاءَ هُمْ وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ وَأَلْوَانَ خُيُولِهِمْ** (مسلم شریف صفحہ 459)

میں ان مجاہدین کے نام جانتا ہوں، اور ان کے باپ دادوں کے بھی نام جانتا ہوں، اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی جانتا ہوں۔ وہ اس زمانے کے روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے۔ وہ دجال کو کہیں نہ پائیں گے، اور واپس آکر حضرت امام مہدیؑ کو خبر دیں گے کہ یہ افواہ غلط ہے۔ اور پھر کچھ دن بعد دجال ظاہر ہو جائے گا، دجال قوم یہود میں سے ہوگا، اس کے پیروکاروں کی اکثریت یہودی اور عورتیں ہوں گی۔ (مسند احمد) وہ نوجوان مرد ہوگا وہ بھاری بھرکم جسم سرخ رنگت کا مالک ہوگا۔ عوام میں اس کا لقب مسیح ہوگا، (صحیح بخاری و مسلم) وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔ (صحیح مسلم)

اس کے بال چھوٹے اور گھنگھریالے ہوں گے، سواری میں ایک بڑا گدھا ہوگا، اولاً اس کا ظہور ملک عراق و شام کے درمیان ہوگا، جہاں نبوت و رسالت کا دعویٰ کرتا ہوگا، پھر وہاں سے اصفہان چلا جائے گا (مسلم شریف) یہاں اس کے ہمراہ ستّر ہزار یہودی ہوں گے۔ یہیں سے خدائی کا دعویٰ کر کے چاروں طرف فساد برپا کرے گا، اور زمین کے اکثر مقامات پر گشت کر کے لوگوں سے اپنے آپ کو خدا منوائے گا۔ لوگوں کی آزمائش کے لیے خداوند کریم اس سے بڑے بڑے عجیب و غریب کام ظاہر کرائے گا (مسلم شریف) اس کی پیشانی پر لفظ (ک، ف، ر) لکھا ہوگا (بخاری) جس کی شناخت صرف اہل ایمان ہی کر سکیں گے۔ اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی، جس کو دوزخ سے تعبیر کرے گا، اور ایک باغ ہوگا، جس کو جنت کہے گا۔ مخالفین کو آگ میں اور موافقین کو جنت میں ڈالے گا، (صحیح بخاری)

اس کے پاس کھانے پینے کی چیزوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا، جس کو چاہے گا، دے گا۔ جو فرقہ اس کا مخالف ہوگا، تو اس سے اشیائے مذکورہ بند کر دے گا۔

اسی قسم کی بہت سی ایذائیں مسلمانوں کو پہنچائے گا، مگر خدا کے فضل سے اللہ کا ذکر اور تسبیح و تقدیس مسلمانوں کو کھانے پینے کا کام دے گی، (ابوداؤد)

اس کے ظاہر ہونے سے دو سال پہلے قحط رہ چکا ہوگا، اور تیسرے سال دورانِ قحط ہی اس کا ظہور ہوگا، (ابوداؤد) زمین کے مدفون خزانے اس کے حکم سے اس کے ہمراہ ہو جائیں گے، (صحیح مسلم) بعض آدمیوں سے کہے گا: میں تمھارے ماں باپ کو زندہ کرسکتا ہوں، اس لیے تم کو چاہیے کہ میری یہ قدرت دیکھ کر میری خدائی کا یقین کرلو۔ اور اسی حالت میں بہت سے ممالک پر اس کا گزر ہوگا، یہاں تک کہ وہ جب سرحدِ یمن میں پہنچے گا، اور بہت سے بد دین لوگ اس کے ساتھ ہو جائیں گے، تو وہاں سے واپس ہو کر مکہ مکرمہ کے قریب مقیم ہو جائے گا، مگر محافظ فرشتوں کی وجہ سے مکہ شریف میں داخل نہ ہو سکے گا، (صحیح مسلم و بخاری شریف)

اور پھر مدینہ منورہ کا رخ کرے گا، اس وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے، (صحیح بخاری) ہر دروازے کی محافظت کے لیے خداوند کریم دو دو فرشتے متعین فرمائے گا، جن کے ڈر سے دجال کی فوج مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گی۔ اور مدینہ منورہ میں تین دفعہ زلزلے آئیں گے، جس کی وجہ سے بدعقیدہ منافق لوگ خوف کی وجہ سے شہر سے نکل کر دجال کے پھندے میں پھنس جائیں گے۔ اس وقت مدینہ منورہ سے ایک بزرگ دجال سے مناظرہ کرنے کے لیے نکلیں گے اور دجال سے کہیں گے کہ تو وہی دجال ملعون ہے، جس کی ہم کو اللہ کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی، تو دجال غصہ میں آکر اس بزرگ کو آرے سے چیر کر اس کے دو ٹکڑے علیحدہ علیحدہ پھینک دے گا، اور پھر اپنے دعویٰ خدائی کا لوگوں کو یقین دلانے کے لیے اس کو یعنی اس بزرگ کے ٹکڑوں کو پھر زندہ کر دے گا، لیکن وہ بزرگ پھر زندہ ہونے کے بعد دجال کو کہیں گے کہ اب تو مجھ کو پورا یقین ہو گیا ہے کہ تو وہی مردود دجال ہے۔ دجال پھر غصہ میں آکر اس بزرگ کو پھر ذبح کرنے کا حکم دے گا، لیکن اب ناکام ہوگا۔ پھر وہ اس بزرگ کو اپنی تیار کی ہوئی دوزخ میں ڈال دے گا، لیکن وہ آگ خداوند کریم کی قدرت سے آپ کے لیے گلزار

بن جائے گی، اس کے بعد دجال کسی بھی مردہ کو زندہ کرنے کی قدرت نہ پائے گا، اور یہاں سے ملک شام کی طرف روانہ ہوجائے گا، اور اس کے وہاں جانے سے پہلے حضرت امام مہدیؓ دمشق آ چکے ہوں گے، اور دجال کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاری کی، یعنی ترتیبِ فوج اور جنگی سامان تقسیم کریں گے کہ ایک دن لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر تکیہ کیے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینارہ پر جلوہ افروز ہوں گے اور حضرت امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے، (صحیح مسلم شریف) اور امام مہدی نہایت انکساری اور خوش خلقی کے ساتھ آپ سے پیش آئیں گے، (مسلم شریف) اور فرمائیں گے، یا نبی اللہ! امامت کیجیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ امامت تمھیں کرو، کیونکہ یہ عزت اسی امت کو خدا نے دی ہے۔ پس حضرت امام مہدی نماز پڑھائیں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ نماز سے فارغ ہوکر حضرت امام مہدیؓ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے کہ یا نبی اللہ! اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح آپ چاہیں، انجام دیں۔ وہ فرمائیں گے یہ کام آپ ہی انجام دیں، میں تو صرف دجال کو قتل کرنے کے لیے آیا ہوں، جس کا مارا جانا میرے ہی ہاتھ سے مقدر ہے۔ جب رات گزر جائے گی، تو صبح کو حضرت امام مہدیؓ فوج لے کر میدان جنگ میں تشریف لائیں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے، کہ میرے لیے گھوڑا اور نیزہ لاؤ، تاکہ اس ملعون کے شر سے زمین کو پاک کردوں۔ پس حضرت عیسیٰ دجال پر اور اسلامی فوج دجال کے لشکر پر حملہ آور ہوگی، اور خوب گھمسان کی جنگ ہوگی۔ اس وقت دم عیسوی میں یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر جائے گی، وہاں تک ہی دمِ عیسوی مار کرے گی (مسلم شریف) اور جس کافر تک آپ کا سانس پہنچے گا تو وہ وہیں نیست و نابود ہوجایا کرے گا۔ دجال آپ کے مقابلہ سے بھاگے گا، آپ اس کا تعاقب کریں

گے، اور مقام لُد میں جالیں گے، اور نیزے سے اس کا کام تمام کر کے لوگوں پر اس کی ہلاکت کا اظہار کریں گے۔ کہتے ہیں، کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُس کو قتل نہ بھی کرتے، تو بھی وہ آپ کے سانس سے اس طرح پگھل جاتا، جیسے نمک پانی میں۔ (صحیح مسلم، ابن ماجہ)

اسلامی فوج دجال کے لشکر کے قتل و غارت کرنے میں مشغول ہو جائے گی، اور ان یہودیوں کو جو دجال کے لشکر میں ہوں گے ان کو اس وقت کوئی چیز پناہ نہ دے گی، یہاں تک کہ اگر شام کے وقت کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں ان میں سے کوئی چھپا ہوگا، تو وہ درخت اور پتھر بھی آواز دے گا، کہ اے خدا کے بندو! اس یہودی کو پکڑو، اور اس کو قتل کرو، مگر درخت غرقدان کو پناہ دے کر چھپائے رکھے گا۔ زمین پر دجال کے شر و فساد کا زمانہ چالیس روز تک رہے گا، (ترمذی) جن میں ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک مہینہ کے برابر، ایک دن ایک ہفتہ کے برابر، باقی دن عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ دجال کا فتنہ ختم ہونے کے بعد حضرت امام مہدیؓ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن شہروں میں دجال نے فساد پھیلا رکھا تھا، دورہ فرمائیں گے۔ دجال سے تکلیف اٹھائے ہوئے لوگوں کو خدا کے یہاں اجرِ عظیم ملنے کی خوشخبری دے کر دلاسا و تسلی دیں گے، اور اپنے انعام و اکرام سے ان کے دنیاوی نقصانات کی تلافی کریں گے۔

خروج دجّال کے متعلق عقیدہ رکھنا کتنا اہم اور فتنۂ دجّال کی کتنی اہمیت ہے، اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ حدیث کی تمام مستند کتابوں میں اس کا ذکر تواتر سے موجود ہے۔ امام بخاری نے دجّال پر ایک خصوصی باب مختص کیا ہے اور صحیح بخاری میں 51 مرتبہ دجّال کا ذکر آیا ہے۔ صحیح مسلم میں بھی دجّال پر ایک باب قائم ہے اور صحیح مسلم میں لفظ دجّال 65 مرتبہ مذکور ہے۔ سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی میں بھی دجّال پر ابواب موجود ہیں اور ان دونوں مجموعہ ہائے احادیث میں لفظ دجّال بالترتیب 28 اور 33 مرتبہ آیا ہے۔ سنن ابن ماجہ میں لفظ دجّال 18

مرتبہ، مسند احمد میں 206 مرتبہ، مؤطا امام مالک میں 5 مرتبہ آیا ہے۔ امام ابویعلیٰ، امام بزار، امام طبری، امام ابن ماجہ، امام ہیثمی رحمہم اللہ کے اپنے اپنے مرتب کردہ مجموعہ ہائے احادیث میں دجّال کا لفظ اتنی بار مذکور ہے کہ اس کی حیثیت ایک ذخیرے کی سی ہے اور ان کا شمار کرنا تقریباً ناممکن امر ہے۔ امام حاکم، امام قرطبی، نعیم بن حماد، ابن کثیر، علامہ برزنجی اور شیخ یوسف مقدسی کے مرتب کردہ مجموعہ ہائے احادیث میں بھی دجّال سے متعلق کثرت سے روایات موجود ہیں۔

دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوگا

حدیث پاک میں یہ بھی خبر دی گئی کہ وہ مدینہ پاک پر آئے گا اور ایک پہاڑ کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اس پر چڑھے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہے گا کہ میں ''ان' کی وجہ سے اس شہر میں داخل نہیں ہوسکتا۔

ہمارا ایمان یہی ہے کہ اللہ خود حفاظت فرمانے والا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو اس وقت بیدار ہونا ضروری ہے۔ ہم اپنے اختلافات کو ختم کر کے جب تک اتحاد کا مظاہرہ نہیں کریں گے مسلمانوں کا کوئی وزن قائم نہیں ہوگا اور نہ اقوام عالم میں ان کو کوئی اعتبار حاصل ہوگا۔ ایسے حالات سے پریشان ہونے کے بجائے عزم وحوصلہ، ہمت واستقلال سے کام لینا چاہئے۔ یقیناً اللہ کی طرف رجوع ہوں تو اللہ ان کی ضرور مدد کرے گا کیوں کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ شرط یہی ہے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کریں۔ خلوص دل سے اللہ کی طرف رجوع ہوں اور دین پر مضبوطی سے جمے رہیں اور اپنے اندر اتحاد واخلاص پیدا کریں۔ دوست، دشمن میں تمیز کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ترجمہ: اے ایمان والو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو۔ (الممتحنہ:۱)

دوسری جگہ ارشاد ہے: ترجمہ: اے ایمان والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ نے غضب فرمایا۔ (الممتحنہ:۱۳)

دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو حق شناسی وحق پرستی کی توفیق دے اور ہم میں اتحاد واخلاص پیدا کرے۔
اس خاکسار کے نزدیک آج کے دور میں سالکین طریقت کے اصول وضوابط میں مسلمانوں کے درمیان اتفاق واتحاد کیلئے سعی کرنا بھی زندگی کا لازمی جزو ہے اور یہ وہ عبادت ہے کہ نوافل عبادات خواہ کتنی بڑی ہوں یا ریاضات کتنی اہم ہوں، اتفاق کیلئے ہر کوشش اللہ تعالیٰ کے حضور ان سب سے زیادہ مقام رکھتی ہے۔

دجال کا انکار

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبے کے دوران یہ بات ارشاد فرمائی تھی کہ ''آخر دور میں کچھ لوگ ضروریاتِ دین میں سے کچھ چیزوں کا انکار کریں گے'' اور آج جدید تعلیم کے اثر سے ان جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں کچھ ایسے عقل کے پجاری پیدا ہوگئے ہیں، جو عقل کو ہر چیز کے رَدّ وقبول کا معیار قرار دیتے ہیں اور اس کی بنیاد پر بہت سی چیزوں کا انکار کرتے ہیں، جو مُسلَّمہ اصول کے تحت ہر دور میں مانی جاتی رہی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس جگہ چھ چیزوں کا ذکر کیا ہے، جن کا اس قسم کے لوگ انکار وتکذیب کریں گے۔''**یکذبون بالدجال**''
(دجال کو جھٹلائیں گے۔(شرح المسلم:۱۸/۷۹)

قیامت کے قریب دجال کی اپنی آواز

تمام پیغمبر......تمام نبی......تمام رسول علیہم الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کی پیش گوئی کی ہے...... **شَرٌّ غَائِبٍ یُنْتَظَر** ......وہ دجال جو بہت برا ہے......چھپا ہوا ہے......جس کا انتظار کیا جارہا ہے اس کی بھی صفت یہی بتلائی وہ بھی ہر ایک کی آواز کو اپنی آواز میں ملوائے گا......خدائی دعویٰ کرے گا......خدائی ڈینگیں مارے گا......طرح طرح کی شعبدہ بازی کرے گا......لوگوں سے کہے گا......میں تمہارا خدا ہوں......تم بھی میری آواز میں اپنی آواز ملالو۔

اسی لئے تمام رسول...... تمام پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سے اللہ تعالیٰ نے مخلوقات اور مادی چیزوں کے مقابلے میں متفقہ ایک ہی آواز لگوائی کہ لوگو!...... اسی ایک خدا کی خدائی کو تسلیم کر لو وہی تنہا پوری کائنات کا مالک ہے...... اسی کی ذات سے ہوگا...... آج تک جو ہوا اسی نے کیا ہے...... جو ہو رہا ہے اسی سے ہو رہا ہے...... جو ہوگا اسی سے ہوگا...... اس کی آواز نبیوں اور پیغمبروں سے لگوائی گئی اسی کا نام توحید ہے...... اسی کا نام کلمہ ہے...... اسی کا نام ایمان ہے۔

دجال کا حُلیہ:

رنگ سرخ وسفید ہوگا۔ **الدَّجَّالُ أَحْمَرُ هِجَانٌ**۔ (طبرانی اوسط:1648)

جسم بھاری بھرکم ہوگا۔ **الدَّجَّالُ أَحْمَرُ هِجَانٌ، ضَخْمٌ فَيْلَمِي**۔ (طبرانی اوسط:1648)

قد کے اعتبار سے پستہ قد ہوگا۔ **إِنَّ مَسِيحَ الدَّجَّالِ رَجُلٌ قَصِيرٌ**۔ (ابوداؤد:4320)

سر کے بال بہت زیادہ ہوں گے، گھنگریالے ہوں گے اور الجھے ہوئے ہوں گے۔ **إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ**۔ (ترمذی: 2240) **جُفَالُ الشَّعَرِ**۔جفال الشعر: أی کثیرہ۔ (مسلم:2934) **كَأَنَّ شَعْرَ رَأْسِهِ أَغْصَانُ شَجَرَةٍ**۔ (طبرانی اوسط:1648)

اُس کی دونوں آنکھیں خراب ہوں گی، بائیں آنکھ سے کانا ہوگا اور دائیں آنکھ پر ایک موٹی پھلی ہوگی۔ **وَهُوَ أَعْوَرُ عَيْنِهِ الْيُسْرَى، بِعَيْنِهِ الْيُمْنَى ظُفْرَةٌ غَلِيظَةٌ**۔ (مسند احمد:21929)

أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ۔ (مسلم:169)

أَلَا وَإِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِئَةٌ۔ (مسلم:4/2247)

إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ، عَيْنُهُ طَافِئَةٌ۔ (مسلم:2937)

مَمْسُوحُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى كَأَنَّهَا عَيْنُ أَبِي يَحْيَى لِشَيْخٍ مِنَ الْأَنْصَارِ۔ (مستدرک حاکم:1230)

عمر: نوجوان ہوگا۔

إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِئَةٌ شَبِيهٌ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ ۔(ترمذی:2240)

مشابہ: عبدالعزیٰ بن قطن خزاعی کے مشابہ ہوگا۔ شَبِيهٌ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ ۔(ترمذی:2240) أَلَا وَإِنَّهُ مَطْمُوسُ الْعَيْنِ كَأَنَّهَا عَيْنُ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ الْخُزَاعِي ۔(مستدرک:8614)

کافر: دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر "ک، ف، ر" لکھا ہوگا جس کو ہر وہ شخص پڑھ سکے گا جو مومن ہوگا اور دجال کے عمل کو ناپسند کرتا ہوگا، خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا نہیں ۔إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: كَافِرٌ، يَقْرَأُهُ مَنْ كَرِهَ عَمَلَهُ ۔(ترمذی:2235) الدَّجَّالُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ "ك ف ر" أَيْ كَافِرٌ ۔(مسلم:2933)

فائدہ............دجال کی آنکھوں کے بارے میں روایات میں مختلف الفاظ آئے ہیں، راجح یہ ہے کہ اُس کی دونوں ہی آنکھیں خراب ہوں گی، بائیں آنکھ سے کانا ہوگا اور دائیں آنکھ پر ایک موٹی پھلی ہوگی۔بائیں آنکھ کے بارے میں روایات میں "طافئۃ" کا لفظ آتا ہے جس کا مطلب ہے "بے نور اور بجھی ہوئی" اور اِسی کو "ممسوح العین الیسریٰ" بھی کہا گیا ہے۔اور دائیں آنکھ کے بارے میں "طافِیہ" کا لفظ آیا ہے جو ابھری ہوئی اور باہر نکلی ہوئی کو کہا جاتا ہے اور اِسی کو بعض روایات میں باہر نکلے ہوئے انگور سے تشبیہ دی گئی ہے۔(علاماتِ قیامت،عثمانی:99)

دجال کہاں سے نکلے گا؟

دجال کہاں سے نکلے گا، اس بارے میں احادیث کے اندر چار مقام ملتے ہیں:

شام اور عراق کے درمیان ۔يَخْرُجُ مَا بَيْنَ الشَّامِ وَالعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِينًا وَشِمَالًا ۔(ترمذی:2240)

خوز وکرمان (خراسان کی طرف کے علاقے)۔لَيَنْزِلَنَّ الدَّجَّالُ خُوزَ وَكِرْمَانَ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا، وُجُوهُهُمْ كَالْمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ۔(مسند احمد: 8453)يَهْبِطُ الدَّجَّالُ خُوزَ وَكَرْمَانَ فِي ثَمَانِينَ أَلْفًا يَنْتَعِلُونَ الشَّعْرَ، وَيَلْبَسُونَ الطَّيَالِسَةَ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ۔(مسند ابی یعلی موصلی:5976)

لَيَهْبِطَنَّ الدَّجَّالُ خُوزَ وَكَرْمَانَ فِي ثَمَانِينَ أَلْفًا،كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ۔(الفتن لنعیم بن حماد:1913)

خراسان ۔الدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا: خُرَاسَانُ۔(ترمذی:2237)

اصبہان کے مقام یہودیہ۔يَخْرُجُ الدَّجَّالُ مِنْ يَهُودِيَّةِ أَصْبَهَانَ۔(مستدرکِ حاکم:8611)

تطبیق:ان چاروں مقامات کے درمیان تطبیق یہ ذکر کی گئی ہے:دجال کا خروج سب سے پہلے شام اور عراق کے درمیان کی گھاٹی سے ہوگا،مگر اُس وقت اُس کی شہرت نہ ہوگی ،اُس کے اعوان و انصار (مددگار)یہودیہ گاؤں میں اُس کے منتظر ہوں گے،وہ وہاں جائے گا اور اُن کو ساتھ لے کر پہلا پڑاؤ خوز و کرمان میں کرے گا،پھر مسلمانوں کے خلاف اس کا خروج خراسان سے ہوگا۔(تحفۃ الالمعی:5/606)

دجال کا دعویٰ:

پہلے نبوّت کا دعویٰ کرے گا ، اور پھر ربّ ہونے کا دعوی کرے گا ۔إِنَّهُ يَبْدَأُ فَيَقُولُ: أَنَا نَبِيٌّ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي ,ثُمَّ يَبْدَأُ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ وَلَنْ تَرَوْا رَبَّكُمْ حَتَّى تَمُوتُوا۔(الفتن لحنبل بن اسحٰق:37)

دجال کے فتنے سے بچنے کے طریقے:

سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیات پڑھنا۔فَمَنْ رَآهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ فَوَاتِحَ سُورَةِ

أَصْحَابِ الْكَهْفِ۔(ترمذی: 2240) فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، فَإِنَّهَا جِوَارُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهِ۔(ابوداؤد: 4321)

سورۃ الکہف کی آخری دس آیات پڑھنا۔مَنْ قَرَأَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنَ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔(سنن کبریٰ للنسائی:10720)

سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیات یاد کرنا ۔مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ۔(مسلم:809)

ثابت قدم رہنا۔يَخْرُجُ مَا بَيْنَ الشَّامِ وَالعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِيناً وَشِمَالًا، يَا عِبَادَ اللهِ اثْبُتُوا ۔(ترمذی:2240)

بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا: الدَّجَّالَ، وَالدُّخَانَ، وَدَابَّةَ الْأَرْضِ، وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَأَمْرَ الْعَامَّةِ، وَخُوَيْصَّةَ أَحَدِكُمْ ۔(مسلم:2947)

العِبَادَةُ فِي الهَرْجِ كَالهِجْرَةِ إِلَيَّ ۔(ترمذی:2201)

اُس کے چہرے پر تھوک دینا: (یعنی اُس کے خدائی کو تسلیم کرنے اور حمایت و تعاون سے انکار کر دینا)۔فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَتْفُلْ فِي وَجْهِهِ۔(الفتن لحنبل بن اسحٰق:37)

اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا ۔فَمَنِ ابْتُلِيَ بِنَارِهِ فَلْيَقْرَأْ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، وَلْيَسْتَعِنْ بِاللهِ، حَتَّى تَكُونَ عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا كَمَا كَانَتْ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ۔(الفتن لحنبل بن اسحٰق:37)

دجال کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا ۔تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔(ابن ابی شیبہ:37461)

عُوذُوا بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ۔(مسلم:132)

تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔(مسلم:2867)

اسْتَعِيذُوا بِاللَّهِ مِنْ خَمْسٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَفِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ۔(نسائی:5511)

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِيذُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔(بخاری:832)

إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْ أَرْبَعٍ يَقُولُ: اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ۔(مسلم:588)

دجال سے جتنا دور رہنا اور بھاگنا ممکن ہو بھاگا اور دور رہا جائے ۔ مَنْ سَمِعَ مِنْكُمْ بِخُرُوجِ الدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ الرَّجُلَ يَأْتِيهِ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ، فَمَا يَزَالُ بِهِ حَتَّى يَتْبَعَهُ مِمَّا يَرَى مِنَ الشُّبُهَاتِ۔(ابن ابی شیبہ:37459)(ابوداؤد:4319)

مَنْ سَمِعَ مِنْكُمْ بِالدَّجَّالِ فَلْيَفِرَّ مِنْهُ، فَإِنَّهُ يَأْتِيهِ الرَّجُلُ فَيَحْسَبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتْبَعُهُ مِمَّا يَرَى مِنَ الشُّبُهَاتِ۔(طبرانی کبیر:221/18)مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَيَنْأَ عَنْهُ-فَقَالَهَا ثَلَاثًا-فَإِنَّ الرَّجُلَ يَأْتِيهِ فَيَتْبَعُهُ فَيَحْسَبُ أَنَّهُ صَادِقٌ لِمَا بُعِثَ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ۔(مستدرکِ حاکم:8616)

پہاڑوں کی چوٹیوں پر نکل جانا یا گھروں کا ٹاٹ بن جانا۔حضرت حذیفہ بن یمان فرماتے ہیں کہ جب دجال کا سنو تو اُس سے بھاگو، اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر نکل جانے کی تلقین کرو، وہاں نہ جاسکیں تو اُنہیں کہو کہ اپنے گھروں کا ٹاٹ بن جائیں: فَإِذَا سَمِعْتَ بِهِ فَالْهَرَبَ الْهَرَبَ ، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَنْ خَلَّفْتُ؟ قَالَ:

مُرْهُمْ فَلْيَلْحَقُوا بِرُءُوسِ الْجِبَالِ، قَالَ: قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يُتْرَكُوا وَذَاكَ، قَالَ: مُرْهُمْ أَنْ يَكُونُوا أَحْلَاسًا مِنْ أَحْلَاسِ بُيُوتِهِمْ ۔(مستدرکِ حاکم:8611)

دجال کی آگ کا انتخاب: دجال کے پاس آگ اور پانی ہوگا، اگر کسی کو دجال کا سامنا کرنا پڑ جائے تو اُسے چاہیئے کہ پانی کے مقابلے میں دجال کی آگ کو اختیار کرے، کیونکہ وہ آگ نہیں بلکہ ٹھنڈا پانی ہوگا۔ إِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ إِذَا خَرَجَ مَاءً وَنَارًا، فَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ، وَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ، فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَى أَنَّهَا نَارٌ، فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ۔(بخاری:3450)

مَعَهُ نَهْرَانِ يَجْرِيَانِ، أَحَدُهُمَا رَأْيَ الْعَيْنِ، مَاءٌ أَبْيَضُ، وَالْآخَرُ رَأْيَ الْعَيْنِ، نَارٌ تَأَجَّجُ، فَإِمَّا أَدْرَكَنَّ أَحَدٌ، فَلْيَأْتِ النَّهْرَ الَّذِي يَرَاهُ نَارًا وَلْيُغَمِّضْ، ثُمَّ لْيُطَأْطِئْ رَأْسَهُ فَيَشْرَبَ مِنْهُ، فَإِنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ۔(مسلم:2934)

دجال کے رہنے کی مدّت:

کُل چالیس دن رہے گا، جس میں سے پہلا دن ایک سال، دوسرا دن ایک مہینہ، تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور اُس کے بعد بقیہ ایام معمول کے مطابق ہوں گے، اِس طرح تقریباً 439 دن بن جاتے ہیں، یعنی ایک سال، دو مہینے اور چودہ دن۔ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: »أَرْبَعِينَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ «۔(ترمذی:2240)

حضرت عیسیٰ کے ہاتھوں دجال کا قتل:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا پیچھا کریں گے اور بابِ لُدّ پر دجال کو پکڑیں گے اور قتل کردیں گے۔ يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ۔(ترمذی:2244)

وَلَا يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ. يَعْنِي أَحَدًا. إِلَّا مَاتَ وَرِيحُ نَفَسِهِ مُنْتَهَى بَصَرِهِ، قَالَ: فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلَهُ۔ (ترمذی:2240)

حضرت جابر سے مروی ہے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: دجال ایسے زمانے میں نکلے گا جبکہ دین میں اضمحلال یعنی کمزوری آچکی ہوگی اور علم رخصت ہورہا ہوگا۔اس (کے خروج کے بعد دنیا میں رہنے) کی مدّت چالیس روز ہوگی اس مدّت میں وہ گھومتا رہے گا، ان چالیس روز میں ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا، پھر اس کے باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔اس کا ایک گدھا ہوگا جس پر وہ سوار ہوگا ،اس گدھے کے دو کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا، دجال لوگوں سے کہے گا: میں تمہارا رب ہوں حالانکہ وہ کانا ہوگا اور (ظاہر ہے کہ) تمہارا رب کانا نہیں (لہٰذا تمہارے لئے یہ فیصلہ کرلینا کہ وہ تمہارا رب نہیں نہایت آسان ہے) اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) ک۔ف۔ر (کافر) لکھا ہوگا، جسے ہر مومن پڑھ سکے گا خواہ وہ لکھنا جانتا ہو یا نہیں۔وہ ہر پانی اور گھاٹ پر اترے گا، سوائے مدینہ اور مکہ کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں شہروں کو اس پر حرام کردیا ہے اور ان کے دروازوں (راستوں) پر فرشتے کھڑے (پہرہ دے رہے) ہیں (تاکہ دجال داخل نہ ہوسکے)۔اس کے ساتھ روٹی کے (ذخیرے) پہاڑوں کی مانند ہوں گے اور سوائے ان لوگوں کے جو اس کی پیروی کریں گے، سب لوگ مشقت میں ہوں گے، اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی جن کو میں اس سے زیادہ جانتا ہوں، ایک نہر کو وہ جنت کہے گا اور دوسری نہر کو آگ کہے گا، پس جو شخص اس نہر میں داخل کیا جائے گا جس کا نام دجال نے جنت رکھا ہوگا وہ (درحقیقت) آگ ہوگی، اور جو شخص اس نہر میں داخل کیا جائے گا جس کا نام دجال نے آگ رکھا ہوگا وہ (درحقیقت) جنت ہوگی۔اور اللہ اُس کے ساتھ شیاطین بھیجے گا جو لوگوں سے باتیں کریں گے اور اس کے ساتھ ایک عظیم فتنہ یہ ہوگا کہ وہ بادلوں کو حکم دے گا تو وہ

لوگوں کو بارش برساتے ہوئے نظر آئیں گے اور وہ ایک شخص کو قتل کرے گا پھر لوگوں کو نظر آئے گا کہ وہ اسے زندہ کر رہا ہے، دجال کو اس شخص کے علاوہ کسی اور (کے مارنے اور زندہ کرنے) پر قدرت نہیں دی جائے گی اور وہ کہے گا: اے لوگو! کیا اس جیسا کارنامہ ربِ عزّ وجلّ کے سوا کوئی اور کرسکتا ہے (یعنی میرا یہ کارنامہ میرے رب ہونے کی دلیل ہے)۔ پس مسلمان شام کے "جبلِ دخان" کی طرف بھاگ جائیں گے، اور دجال وہاں آکر ان کا محاصرہ کرلے گا، یہ محاصرہ بہت سخت ہوگا، اور ان کو سخت مشقت میں ڈال دے گا۔ پھر فجر کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے وہ مسلمانوں سے کہیں گے: اس خبیث کذاب کی طرف نکلنے سے تمہارے لئے کیا مانع ہے؟ مسلمان کہیں گے کہ یہ شخص جن ہے (لہٰذا اس کا مقابلہ مشکل ہے)۔ غرض مسلمان روانہ ہوں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ ہوں گے، پس نماز کی اقامت ہوگی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا جائے گا یا روح اللہ! آگے بڑھئے (اور نماز پڑھائیے) وہ فرمائیں گے: تمہارے امام کو آگے بڑھ کر نماز پڑھانی چاہیئے، غرض نماز فجر اداء کر کے یہ سب لوگ دجال کی طرف نکل کھڑے ہوں گے، پس کذاب (دجال) عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی یوں گھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک گھلنے لگتا ہے، پس عیسیٰ علیہ السلام اس کی طرف چلیں گے اور اسے قتل کرڈالیں گے حتی کہ درخت اور پتھر بھی پکاریں گے کہ یا روح اللہ! یہودی یہ ہے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بھی دجال کا پیروکار ہوگا اُسے قتل کر کے چھوڑیں گے۔ **يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي خَفْقَةٍ مِنَ الدِّينِ**............الخ۔ (مسند احمد: 14954)

دجال کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر پگھلنا:

ایسے پگھلے گا جیسے سیسہ آگ میں پگھل جاتا ہے۔ **فَإِذَا رَآهُ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الرَّصَاصُ**۔ (مستدرکِ حاکم: 8473)

ایسے پگھلے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ **ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، وَيَنْطَلِقُ هَارِبًا**۔ (ابن ماجہ: 4077)

دجال کہاں داخل نہیں ہو سکے گا:

احادیث طیبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال چار جگہوں پر نہ آ سکے گا:

(1)......مکہ مکرمہ۔(2)......مدینہ منورہ۔(3)......بیت المقدس۔(4)......طور۔

وَإِنَّهُ لَا يَقْرَبُ أَرْبَعَةَ مَسَاجِدَ: مَسْجِدَ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدَ الرَّسُولِ، وَمَسْجِدَ الْمَقْدِسِ وَالطُّورِ۔(ابن ابی شیبہ:37506)

لَا يَأْتِي أَرْبَعَةَ مَسَاجِدَ: الْكَعْبَةَ وَمَسْجِدَ الرَّسُولِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَالْمَسْجِدَ الْأَقْصَى وَالطُّورَ۔(مجمع الزوائد:12523)وَاللَّهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا آخِرُهُمُ الْأَعْوَرُ الدَّجَّالُ: مَمْسُوحُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى كَأَنَّهَا عَيْنُ أَبِي يَحْيَى لِشَيْخٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَإِنَّهُ مَتَى خَرَجَ فَإِنَّهُ يَزْعُمُ أَنَّهُ اللَّهُ، فَمَنْ آمَنَ بِهِ وَصَدَّقَهُ وَاتَّبَعَهُ فَلَيْسَ يَنْفَعُهُ صَالِحٌ مِنْ عَمَلٍ سَلَفَ، وَمَنْ كَفَرَ بِهِ وَكَذَّبَهُ فَلَيْسَ يُعَاقَبُ بِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ سَلَفَ، وَإِنَّهُ سَيَظْهَرُ عَلَى الْأَرْضِ كُلِّهَا إِلَّا الْحَرَمَ، وَبَيْتَ الْمَقْدِسِ، وَإِنَّهُ يَحْصُرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَتَزَلْزَلُونَ زِلْزَالًا شَدِيدًا، فَيُصْبِحُ فِيهِمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَهْزِمُهُ اللَّهُ وَجُنُودَهُ۔(مستدرک حاکم:1230)

لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ، إِلَّا مَكَّةَ، وَالْمَدِينَةَ، لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ، إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ يَحْرُسُونَهَا، ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَيُخْرِجُ اللَّهُ كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ۔(بخاری:1881)

يَأْتِي الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا فَلَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ۔(ترمذی:2242)

عَنْ مِحْجَنِ بْنِ الْأَدْرَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: يَوْمُ الْخَلَاصِ وَمَا يَوْمُ الْخَلَاصِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقِيلَ:

يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَوْمُ الْخَلَاصِ؟ فَقَالَ: يَجِيءُ الدَّجَّالُ فَيَصْعَدُ أُحُدًا فَيَطَّلِعُ فَيَنْظُرُ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَيَقُولُ لِأَصْحَابِهِ أَلَا تَرَوْنَ إِلَى هَذَا الْقَصْرِ الْأَبْيَضِ، هَذَا مَسْجِدُ أَحْمَدَ، ثُمَّ يَأْتِي الْمَدِينَةَ فَيَجِدُ بِكُلِّ نَقْبٍ مِنْ نِقَابِهَا مَلَكًا مُصْلِتًا، فَيَأْتِي سَبْخَةَ الْجُرُفِ فَيَضْرِبُ رِوَاقَهُ ثُمَّ تَرْتَجِفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَلَا يَبْقَى مُنَافِقٌ وَلَا مُنَافِقَةٌ، وَلَا فَاسِقٌ وَلَا فَاسِقَةٌ إِلَّا خَرَجَ إِلَيْهِ، فَتَخْلُصُ الْمَدِينَةُ وَذَلِكَ يَوْمُ الْخَلَاصِ۔ (مستدرک حاکم:8631)

لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ، عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ۔ (بخاری:1879)

دجال کا لشکر:

دجال کے ساتھ نکلنے والے لوگوں میں اکثر عورتیں ہوں گی۔ فَيَكُونُ أَكْثَرَ مَنْ يَخْرُجُ إِلَيْهِ النِّسَاءُ، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ يَعْمِدُ إِلَى حَبِيبَتِهِ، إِمَّا أُمِّهِ، أَوْ أُخْتِهِ، أَوْ زَوْجَتِهِ، فَيُشَدِّدُ رِبَاطَهَا أَوْ تَلْحَقُ بِهِ۔ (طبرانی اوسط:4099)

فَيَكُونُ أَكْثَرُ مَنْ يَخْرُجُ إِلَيْهِ النِّسَاءُ، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لِيَرْجِعُ إِلَى حَمِيمَتِهِ وَإِلَى أُمِّهِ وَأُخْتِهِ وَعَمَّتِهِ، فَيُوثِقُهَا رِبَاطًا، مَخَافَةَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ۔ (الفتن لحنبل بن اسحاق:36)

دجال کے ساتھ منافق مرد اور عورت ہوں گے، حتیٰ کہ مدینہ منورہ میں بھی جو منافق و منافقہ ہوں گے وہ دجال کے ساتھ آملیں گے۔

ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، لَا يَبْقَى مُنَافِقٌ وَلَا مُنَافِقَةٌ إِلَّا خَرَجَ إِلَيْهِ، فَتَنْفِي يَوْمَئِذٍ الْخَبَثَ، كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ، وَيُدْعَى ذَلِكَ الْيَوْمُ يَوْمَ الْخَلَاصِ۔ (الفتن لحنبل بن اسحاق:37)

دجال کا لشکر یہودیوں کا ہوگا۔ثُمَّ يُسَلَّطُونَ عَلَيْهِ وَعَلَى شِيعَتِهِ،وَشِيعَتُهُ الْيَهُودُ. فَيَقْتُلُوهُمْ،حَتَّى إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَسْتَتِرُ بِالْحَجَرِ أَوِالشَّجَرِ،فَيَقُولُ الْحَجَرُ أَوِالشَّجَرُ:يَامُؤْمِنُ،هَذَا وَرَائِي يَهُودِيٌّ،فَاقْتُلْهُ۔(طبرانی اوسط:4099)

دجال کے ساتھ جولوگ ہوں گے اُن کے جوتے بالوں کے،اور چہرے ایسے ہوں گے جیسے ڈھال جس پر تہہ بتہ چمڑا چڑھایا گیا ہو۔

يَهْبِطُ الدَّجَّالُ مِنْ كُوزِ كَرْمَانَ مَعَهُ ثَمَانُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ , يَنْتَعِلُونَ الشَّعْرَ كَأَنَّ وُجُوهَهُمْ مَجَانٌّ مُطْرَقَةٌ ۔(ابن ابی شیبہ:37501)

دجال کے ساتھ اصفہان کے ستر ہزار یہودی ہوں گے،جن پر سبز رنگ کی چادریں ہوں گی۔

يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُودِ أَصْبَهَانَ،سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ۔(مسلم:2944)

تقدیر کے انکار کرنے والے دجال کے لشکری ہیں۔لِكُلِّ أُمَّةٍ مَجُوسٌ وَمَجُوسُ هَذِهِ الْأُمَّةِ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا قَدَرَ، مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ فَلَا تَشْهَدُوا جَنَازَتَهُ، وَمَنْ مَرِضَ مِنْهُمْ فَلَا تَعُودُوهُمْ، وَهُمْ شِيعَةُ الدَّجَّالِ، وَحَقٌّ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُلْحِقَهُمْ بِالدَّجَّالِ۔(ابوداؤد:4692)

یاجوج ماجوج کا خروج:

حضرت عیسیٰ کی حیات ہی میں جبکہ دجال کا خاتمہ ہو چکا ہوگا اُس وقت یاجوج و ماجوج کا خروج ہوگا جو قیامت کی بڑی علامات میں سے ہے،قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ وَاقْتَرَبَ

الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَاوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِنْ هَذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ﴾۔ (الانبیاء:96،97)

ترجمہ..........: یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائیں گے یاجوج ماجوج اور وہ ہر اونچان سے دوڑتے ہوئے آئیں گے اور قریب آن لگا سچا وعدہ (یعنی وعدۂ قیامت) پس اچانک پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی آنکھیں منکروں کی ہائے افسوس! ہم تو اس سے غفلت میں تھے، بلکہ ہم ظالم تھے۔

اور دوسرے سورۂ کہف کے آخر میں جہاں ذوالقرنین کی خدمت میں یاجوج ماجوج کے فتنہ و فساد برپا کرنے اور ان کے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنانے کا ذکر آتا ہے، وہاں فرمایا گیا ہے کہ حضرت ذوالقرنین نے دیوار کی تعمیر کے بعد فرمایا:

﴿هَذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ

ترجمہ..........: یہ میرے رب کی رحمت ہے، پس جب میرے رب کا وعدہ (وعدۂ قیامت) آئے گا تو اس کو چور چور کر دے گا، اور میرے رب کا وعدہ سچ ہے۔ (آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) اور ہم اس دن ان کو اس حال میں چھوڑ دیں گے کہ ان میں سے بعض بعض میں ٹھاٹھیں مارتے ہوں گے۔ (الکہف:98،99)

ان آیاتِ کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا آخری زمانے میں نکلنا علمِ الٰہی میں طے شدہ ہے اور یہ کہ ان کا خروج قیامت کی نشانی کے طور پر قربِ قیامت میں ہوگا۔ اسی بنا پر حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ان کے خروج کو قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں شمار کیا گیا ہے، اور بہت سی احادیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ان کا خروج سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا۔ احادیث طیبہ کا مختصر خاکہ پیش خدمت ہے۔

ایک حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دجال کو قتل کرنے کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہے: پھر عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس جائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا ہوگا اور گرد و غبار سے ان کے چہرے صاف کریں گے اور جنت میں ان کے جو درجات ہیں وہ ان کو بتائیں گے۔ ابھی وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ اتنے میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندوں کو خروج کی اجازت دی ہے جن کے مقابلے کی کسی کو طاقت نہیں، پس آپ میرے بندوں کو کوہِ طور پر لے جایئے۔ اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے پھسلتے ہوئے اتریں گے، پس ان کے دستے بحیرہ طبریہ پر گزریں گے تو اس کا سارا پانی صاف کر دیں گے اور ان کے پچھلے لوگ آئیں گے تو کہیں گے کہ کسی زمانے میں اس میں پانی ہوتا تھا۔ اور وہ چلیں گے یہاں تک کہ جب جبل خمر تک جو بیت المقدس کا پہاڑ ہے پہنچیں گے تو کہیں گے کہ زمین والوں کو تو ہم قتل کر چکے اب آسمان والوں کو قتل کریں۔ پس وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے تیر خون سے رنگے ہوئے واپس لوٹا دے گا۔ اور اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے رفقاء کوہِ طور پر محصور ہوں گے اور اس محاصرہ کی وجہ سے ان کو ایسی تنگی پیش آئے گی کہ ان کے لئے گائے کا سر تمہارے آج کے سو درہم سے بہتر ہوگا۔ پس اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے رفقاء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے، پس اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کی گردنوں میں کیڑا پیدا کر دے گا، جس سے وہ ایک آن میں ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء کوہِ طور سے زمین پر اتریں گے تو ایک بالشت زمین بھی خالی نہیں ملے گی جو ان کی لاشوں اور بدبو سے بھری ہوئی نہ ہو، پس اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء اللہ سے دعا کریں گے، تب اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردنوں کے مثل پرندے بھیجے گا، جو ان کی

لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ کو منظور ہو گا پھینک دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا کہ اس سے کوئی خیمہ اور کوئی مکان چھپا نہیں رہے گا، پس وہ بارش زمین کو دھو کر شیشے کی طرح صاف کردے گی۔ (مسلم:2937)(ترمذی:2240)

ترمذی کی حدیث میں ہے کہ وہ پرندے یاجوج ماجوج کی لاشوں کو نہبل میں لے جا کر پھینکیں گے اور مسلمان ان کے تیر کمان اور ترکشوں کو سات برس بطور ایندھن استعمال کریں گے (ترمذی:2240)

ایک حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی، قیامت کا تذکرہ آیا، تو سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا، انہوں نے فرمایا کہ: مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا، انہوں نے بھی یہی جواب دیا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال ہوا، انہوں نے فرمایا: قیامت کے وقوع کا وقت تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں، البتہ میرے رب عزوجل کا مجھ سے ایک وعدہ ہے اور وہ یہ کہ دجالِ اکبر خروج کرے گا تو اس کو قتل کرنے کے لئے میں اتروں گا، وہ مجھے دیکھتے ہی رانگ (سیسہ) کی طرح پگھلنا شروع ہو گا، پس اللہ تعالیٰ اسے میرے ہاتھ سے ہلاک کردیں گے۔ یہاں تک کہ شجر و حجر پکار اٹھیں گے کہ: اے مومن! میرے پیچھے کافر چھپا ہوا ہے اسے قتل کر! پس میں دجال کو قتل کردوں گا اور دجال کی فوج کو اللہ تعالیٰ ہلاک کردے گا۔ پھر لوگ اپنے علاقوں اور وطنوں کو لوٹ جائیں گے۔ تب یاجوج ماجوج نکلیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑے ہوئے آئیں گے، وہ مسلمانوں کے علاقوں کو روند ڈالیں گے، جس چیز پر سے گزریں گے اسے تباہ کردیں گے، جس پانی پر سے گزریں گے اسے صاف کردیں گے، لوگ مجھ سے ان کے فتنہ و فساد کی شکایت کریں گے، میں اللہ تعالیٰ سے

دعا کروں گا، پس اللہ تعالیٰ انہیں موت سے ہلاک کر دے گا، یہاں تک کہ ان کی بد بو سے زمین میں تعفن پھیل جائے گا، پس اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جو ان کو بہا کر سمندر میں ڈال دے گی۔ بس میرے ربّ عزوجل کا مجھ سے جو وعدہ ہے اس میں فرمایا کہ جب یہ واقعات ہوں گے تو قیامت کی مثال اس پورے دنوں کی حاملہ کی ہوگی جس کے بارے میں اس کے مالکوں کو کچھ خبر نہیں ہوگی کہ رات یا دن کب، اچانک اس کے وضع حمل کا وقت آجائے۔ (ابن ماجہ:4081)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند سے اس حال میں بیدار ہوئے کہ آپ فرما رہے تھے لا الہ الا اللہ! خرابی ہے عرب کی اس آفت سے جو نزدیک ہے آج یاجوج اور ماجوج کی آڑ اتنی کھل گئی اور (راوی حدیث) سفیان نے دس کا ہندسہ بنایا (یعنی انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے حلقہ بنایا) میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم اس حال میں بھی تباہ ہو جائیں گے جبکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! جب بُرائی زیادہ ہوگی (یعنی فسق و فجور یا زنا یا اولاد زنا یا معاصی)۔ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ مِنْ نَوْمِهِ وَهُوَ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ، وَعَقَدَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ عَشَرَةً، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ۔ (مسلم:2880)

یاجوج ماجوج کے بارے میں چند اہم فوائد:

یاجوج و ماجوج کی تعداد پوری دنیا کے انسانوں کی تعداد سے بدرجہا زائد ہیں، کم از کم ایک اور دس کی نسبت سے ہے۔ (یعنی ایک انسان اور دس وہ)

یاجوج وماجوج کی جوقومیں اورقبائل سدِّ ذوالقرنین کے ذریعہ اس طرف آنے سے روک دیے گئے ہیں وہ قیامت کے بالکل قریب تک اسی طرح محصور رہیں گے، ان کے نکلنے کا مقرّرہ وقت حضرت مہدی کے ظہوراور پھرخروجِ دجّال کے بعد ہے جبکہ حضرت عیسیٰ دجّال کوقتل کرچکے ہوں گے۔

یاجوج وماجوج کے کھلنے کے وقت سدِّ ذوالقرنین منہدم ہوکرزمین کے برابر ہوجائے گی۔اس وقت یاجوج وماجوج کی بے پناہ قومیں بیک وقت پہاڑوں کی بلندیوں سے اترتی ہوئی سرعتِ رفتار کے سبب ایسی معلوم ہوں گی کہ گویا یہ پھسل پھسل کرگررہے ہیں اور یہ لاتعداد وحشی انسان عام انسانی آبادی اور پوری زمین پرٹوٹ پڑیں گےاوران کےقتل وغارتگری کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکے گا ،حضرت عیسیٰ بھی اللہ کے حکم سے مسلمانوں کولےکرکوہِ طور پر پناہ لیں گے۔کھانے پینے کا سامان ختم ہوجانے کے بعد ضروریاتِ زندگی انتہائی گراں اورمہنگی ہوجائے گی ،باقی انسانی آبادی کو یہ وحشی قومیں ختم کرڈالیں گی اوران کے دریاؤں کوچاٹ ڈالیں گی۔

حضرت عیسیٰ اوران کے ساتھیوں کی دعاء سے یہ ٹڈی دَل قسم کی بے شمارقومیں بیک وقت ہلاک کردی جائیں گی، ان کی لاشوں سے ساری زمین بھرجائے گی، لاشوں سے تعفن اُٹھے گا جس کی وجہ سے زمین پر بسنا مشکل ہوجائے گا۔

پھرحضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کے ساتھیوں کی دعاءکی برکت سے ان کی لاشیں دریابرد یا غائب کردی جائیں گی اورپھرایک عالمگیر بارش کے ذریعہ پوری دنیا کی زمین کودھوکر پاک کردیا جائے گا۔(ملخص از معارف القرآن عثمانی:5/ 646)

خسوفِ ثلاثہ:

قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تین مرتبہ زمین میں بڑے پیمانے پر دھنسنے کے

واقعات رونما ہونگے، جن میں سے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرۃ العرب میں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں: (1) دھواں (2) دجال۔ (3) دابۃ الارض (زمین سے نکلنے والا جانور)۔ (4) مغرب سے سورج کا نکلنا۔ (5) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا۔ (6) یاجوج وماجوج کا نکلنا۔ (7) زمین میں تین جگہ لوگوں کا دھنس جانا: ایک مشرق میں دھنسنا۔ (8) دوسرا مغرب میں دھنسنا۔ (9) تیسرا جزیرۃ العرب میں دھنسنا۔ (10) ایک آگ جو قعرِ عدن (یمن) سے نکلے گی اور سب لوگوں کو ہنکا کر میدانِ حشر میں لے آئے گی، جس مقام پر لوگ رات گزارنے یا آرام کرنے کے لئے ٹھہریں گے یہ آگ بھی ٹھہر جائے گی اور پھر اُن کو لے چلے گی۔

دخان/دھواں:

قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں: (1) دھواں۔ (2) دجال۔ (3) دابۃ الارض (زمین سے نکلنے والا جانور)۔ (4) مغرب سے سورج کا نکلنا۔ (5) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا۔ (6) یاجوج وماجوج کا نکلنا۔ (7) زمین میں تین جگہ لوگوں کا دھنس جانا: ایک مشرق میں دھنسنا۔ (8) دوسرا مغرب میں دھنسنا۔ (9) تیسرا جزیرۃ العرب میں دھنسنا۔ (10) ایک آگ جو قعرِ عدن (یمن) سے نکلے گی اور سب لوگوں کو ہنکا کر میدانِ حشر میں لے آئے گی، جس مقام پر لوگ رات گزارنے یا آرام کرنے کے لئے ٹھہریں گے یہ آگ بھی ٹھہر جائے گی اور پھر اُن کو لے چلے گی۔ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالُ، وَالدُّخَانُ، وَالدَّابَّةُ، وَيَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ، وَخُرُوجُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَثَلَاثُ خُسُوفٍ،

خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنِ أَبْيَنَ، تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ، تَبِيتُ مَعَهُمْ إِذَا بَاتُوا، وَتَقِيلُ مَعَهُمْ إِذَا قَالُوا۔ (ترمذی: 4055) معناه من أقصى قعر أرض عدن وعدن مدينة معروفة مشهورة باليمن، كما في رواية مسلم: وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ، تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ۔ (مسلم: 2901)

دجّال کے قتل کے بعد یاجوج ماجوج کی ہلاکت

معارف القرآن جلد پنجم میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ دجّال کے قتل کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی اسی حال میں ہوں گے کہ حق تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ میں اپنے بندوں میں ایسے لوگوں کو نکالوں گا جن کے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہیں۔ آپ مسلمانوں کو جمع کر کے کوہِ طور پر چلے جائیں (چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام ایسا ہی کریں گے) اور حق تعالیٰ یاجوج ماجوج کو کھول دیں گے تو وہ سرعت سیر کے سبب ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے دکھائی دیں گے، ان میں سے پہلے لوگ بحیرۂ طبریہ سے گذریں گے اور اس کا سب پانی پی کر ایسا کر دیں گے کہ جب ان میں سے دوسرے لوگ اس بحیرہ سے گذریں گے تو دریا کی جگہ کو خشک دیکھ کر کہیں گے کہ کبھی یہاں پانی رہا ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء کوہِ طور پر پناہ لیں گے اور دوسرے مسلمان اپنے قلعوں اور محفوظ جگہوں میں پناہ لیں گے، کھانے پینے کا سامان ساتھ ہوگا، مگر وہ کم پڑ جائیگا تو ایک بیل کے سر کو سو دینار سے بہتر سمجھا جائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے مسلمان اپنی تکلیف دفع ہونے کے لئے حق تعالیٰ سے دُعا کریں گے (حق تعالیٰ دُعا قبول فرمائیں گے) اور ان پر

وبائی صورت میں ایک بیماری بھیجیں گے اور یاجوج ماجوج تھوڑی دیر میں سب کے سب مرجائیں گے ،پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کوہِ طور سے نیچے آئیں گے تو دیکھیں گے کہ زمین میں ایک بالشت جگہ بھی ان کی لاشوں سے خالی نہیں (اور لاشوں کے سڑنے کی وجہ سے) سخت تعفّن پھیلا ہوگا۔(اس کیفیت کو دیکھ کر دوبارہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی حق تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ یہ مصیبت بھی دفع ہو،حق تعالیٰ قبول فرمائیں گے اور بہت بھاری بھر کم پرندوں کو بھیجیں گے،جن کی گردنیں اُونٹ کی گردن کے مانند ہوں گی۔(وہ ان کی لاشوں کو اُٹھا کر جہاں اللہ کی مرضی ہوگی وہاں پھینک دیں گے)۔بعض روایات میں ہے کہ دریا میں ڈالیں گے،پھر حق تعالیٰ بارش برسائیں گے،کوئی شہر اور جنگل ایسا نہ ہوگا جہاں بارش نہ ہوئی ہوگی،ساری زمین دُھل جائے گی اور شیشہ کے مانند صاف ہوجائیگی،پھر حق تعالیٰ زمین کو حکم فرمائیں گے کہ اپنے پیٹ سے پھلوں اور پھولوں کو اُگا دے اور (از سر نو) اپنی برکات کو ظاہر کردے،(چنانچہ ایسا ہی ہوگا اور اس قدر برکت ظاہر ہوگی) کہ ایک انار ایک جماعت کے کھانے کے لئے کفایت کریگا اور لوگ اس کے چھلکے کی چھتری بنا کر سایہ حاصل کریں گے اور دودھ میں اس قدر برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک بہت بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ ایک قبیلہ کے سب لوگوں کو کافی ہوجائے گا اور ایک بکری کا دودھ پوری برادری کو کافی ہوجائے گا (یہ غیر معمولی برکات اور اَمن واماں کا زمانہ چالیس سال رہنے کے بعد جب قیامت کا وقت آجائے گا تو) اس وقت حق تعالیٰ ایک خوشگوار ہوا چلائیں گے،جس کی وجہ سے سب مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے ایک خاص قسم کی بیماری ظاہر ہوجائے گی اور سب کے سب وفات پاجائیں گے اور باقی صرف شریر وکافر رہ جائیں گے جو زمین پر کھلم کھلا حرام کاری جانوروں کی طرح کریں گے،ایسے ہی لوگوں پر قیامت آئے گی۔

ذوالقرنین یاجوج وماجوج تک کیسے پہونچے؟

قرآن مجید کی شہادت کی روشنی میں ذوالقرنین بادشاہ فتح یاب ہوتا ہوا ایک ایسے مقام پر

پہونچا جہاں یاجوج وماجوج آباد تھے جو وہاں سے قریب رہنے والی انسانی آبادی کو ستاتے اور ظلم کرتے رہتے تھے۔ وہ لوگ اگر چہ ذوالقرنین کی زبان نہیں جانتے تھے۔لیکن انہوں نے اشاروں اور اپنی حرکات وسکنات سے ذوالقرنین کو بتادیا کہ یاجوج وماجوج ستاتے ہیں،جس کو صاحب معارف القرآن مفتی محمد شفیع اسی طرح بیان فرماتے ہیں کہ،انہوں نے عرض کیا اے ذوالقرنین،قوم یاجوج وماجوج (جو اس گھاٹی کے اس طرف رہتے ہیں ہماری) اس سرزمین میں (کبھی کبھی آکر) بڑا فساد مچاتے ہیں، (یعنی قتل و غارت گری کرتے ہیں اور ہم میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں)،سو کیا ہم لوگ آپ کے لئے چندہ کر کے کچھ رقم جمع کردیں،اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی روک بنادیں کہ وہ اس طرف نہ آنے پائیں) ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس مال میں میرے رب نے مجھ کو (تصرف کرنے کا) اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے (اس لئے چندہ جمع کرنے اور مال دینے کی تو ضرورت نہیں،البتہ) ہاتھ پاؤں کی طاقت (یعنی محنت مزدوری) سے میری مدد کرو تو میں تمہارے اور ان کے درمیان خوب مضبوط دیوار بنادوں گا۔ (اچھا تو)،تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ۔ (قیمت ہم دیں گے) ظاہر یہ ہے کہ اِس آہنی دیوار بنانے کے لیے اور بھی ضرورت کی چیزیں منگوائی ہوں گی،مگر یہاں وحشی ملک میں سب سے زیادہ کم یاب چیز لوہے کی چادریں تھیں،اِس لیے اِن کے ذکر کرنے پر اکتفا کیا گیا۔

سب سامان جمع ہو جانے پر دونوں پہاڑوں کے درمیان آہنی دیوار کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا) یہاں تک کہ جب (اِس دیوار کے ردّے ملاتے ملاتے) اِن (دونوں پہاڑوں) کے دونوں سروں کے بیچ (کے خلا) کو (پہاڑوں کے) برابر کردیا تو حکم دیا کہ دھونکو،دھونکنا شروع کرو) یہاں تک کہ جب (دھونکتے دھونکتے) اِس کو لال انگارہ کردیا تو حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا

لاؤ (جو پہلے سے تیار کرالیا ہوگا) کہ اس پر ڈال دوں (چنانچہ یہ پگھلا ہوا تانبا لایا گیا اور آلات کے ذریعہ اُوپر سے چھوڑ دیا گیا کہ دیوار کی تمام درزوں میں گھس کر پوری دیوار ایک ذات ہوجائے، اِس کا طول وعرض خدا کو معلوم ہے) تو (اس کی بلندی اور چکناہٹ کے سبب) نہ تو یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے اور نہ اِس میں (غایت استحکام کے سبب کوئی) نقب لگا سکتے تھے، ذوالقرنین نے جب اِس دیوار کو تیار دیکھا، جس کا تیار ہونا کوئی آسان کام نہ تھا تو بطور شکر) کہا یہ میرے رب کی ایک رحمت ہے (مجھ پر بھی کہ میرے ہاتھوں یہ کام ہوگیا اور اس قوم کے لیے بھی جن کو یاجوج وماجوج ستاتے تھے)، پھر جس وقت رب کا وعدہ آئے گا (یعنی اُس کی فنا کا وقت آئے گا) تو اِس کو ڈھا کر (زمین کے) برابر کردے گا اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے (اور اپنے وقت پر ضرور واقع ہوتا ہے)۔

ذوالقرنین کا زمانہ

جمہور کے نزدیک راجح وہ قول ہے جو خود ابن کثیر نے بہ روایت ابوطفیل حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ نہ وہ نبی تھے نہ فرشتہ، بلکہ ایک نیک صالح مسلمان تھے، اِس لیے بعض علماء نے یہ توجیہ کی کہ اِنَّہٗ کَانَ کی ضمیر ذوالقرنین کی طرف نہیں، خضر علیہ السلام کی طرف راجح ہے، **وَھُوَ الْاَقْرَبُ**۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ پھر وہ ذوالقرنین جن کا ذکر قرآن میں ہے کون ہے اور کس زمانے میں ہوئے ہیں۔ اِس کے متعلق بھی علماء کے اقوال بہت مختلف ہیں، ابنِ کثیر کے نزدیک اِن کا زمانہ اسکندر یونانی مقدونی سے دو ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم الخلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے اوران کے وزیر حضرت خضرؑ۔ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ میں سلف وصالحین سے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ ذولقرنین پیادہ پاحج کے لیے پہنچے، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُن کے آنے کا علم

ہوا تو مکہ سے باہر نکل کر استقبال کیا اور حضرت خلیل علیہ السلام نے اُن کے لیے دُعا بھی کی اور کچھ وصیتیں اور نصیحتیں بھی اُن کو فرمائیں۔ (البدایہ ص ۱۰۸ ج ۲)

اور تفسیر ابن کثیر نے بحوالہ ازرقی نقل کیا ہے کہ اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ طواف کیا پھر قربانی دی۔

ابوریحان برونی نے اپنی کتاب الآثار الباقیہ عن قرون الخالیۃ میں کہا ہے کہ یہ ذوالقرنین جن کا ذکر قرآن میں ہے، ابوبکر بن سمّی بن عمر بن افریقیس حمیری ہے، جس نے زمین کے مشارق و مغارب کو فتح کیا، اور تبع حمیری یمنی نے اپنے اشعار میں اِس پر فخر کیا ہے کہ میرے دادا، ذوالقرنین مسلمان تھے۔

یاجوج وماجوج کی تعداد

صحیح بخاری ومسلم میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیں گے، آپ اپنی ذریّت میں سے بعث النار (یعنی جہنمی لوگ) اُٹھایئے، وہ عرض کریں گے، اے رب! وہ کون ہیں، تو حکم ہوگا کہ ہر ایک ہزار میں سے نوسوننانوے جہنمی ہیں صرف ایک جنتی ہے، صحابہ کرام سہم گئے اور دریافت کیا کہ یارسول اللہ ہم میں سے وہ ایک جنتی کونسا ہوگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غم نہ کرو، کیونکہ یہ نوسوننانوے جہنمی تم میں سے ایک اور یاجوج ماجوج میں سے ایک ہزار کی نسبت سے ہوں گے، اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے دس حصے کئے۔ ان میں سے نو حصے یاجوج ماجوج کے ہیں اور باقی ایک حصہ میں ساری دنیا کے انسان ہیں۔ (روح المعانی)

ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں ان روایات کو ذکر کر کے لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج کی تعداد ساری انسانی آبادی سے بیحد زائد ہے۔

روایات اور احادیث کی روشنی میں یاجوج وماجوج کا خلاصہ

مذکور الصدر احادیث میں یاجوج وماجوج کے متعلق جو باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے ثابت ہوئیں وہ حسب ذیل ہیں۔

یاجوج وماجوج عام انسانوں کی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، جمہور محدّثین ومورخین ان کو یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد قرار دیتے ہیں، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یافث بن نوح کی اولاد نوح علیہ السلام کے زمانے سے ذوالقرنین کے زمانے تک دور دور تک مختلف قبائل اور مختلف قوموں اور مختلف آبادیوں میں پھیل چکی تھی۔

یاجوج وماجوج جن قوموں کا نام ہے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ سب کے سب سدّ ذوالقرنین کے پیچھے ہی محصور ہو گئے ہوں ان کے کچھ قبائل اور قومیں سدّ ذوالقرنین کے اس طرف بھی ہوں گے۔ البتہ ان میں سے جو قتل وغارت گری کرنے والے وحشی لوگ تھے، وہ سدّ ذوالقرنین کے ذریعہ روک دیئے گئے۔

مؤرخین عام طور سے ان کو ترک اور مغول یا منگولین لکھتے ہیں، مگر ان میں سے یاجوج وماجوج نام صرف ان وحشی غیر متمدّن خونخوار ظالم لوگوں کا ہے جو تمدّن سے آشنا نہیں ہوئے ، انہی کی برادری کے مغول اور ترک یا منگولین جو متمدن ہو گئے وہ اس نام سے خارج ہیں۔

یاجوج وماجوج ہر روز سدّ ذوالقرنین کو کھودتے رہتے ہیں

مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج وماجوج ہر روز سدّ ذوالقرنین کو کھودتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ اس آہنی دیوار کے آخری حصہ تک اتنے قریب پہونچ جاتے ہیں کہ دوسری طرف کی روشنی نظر آنے لگے، مگر یہ کہہ کر لوٹ جاتے ہیں کہ باقی کو کل کھود کر پار کردیں گے، مگر اللہ تعالیٰ اس کو پھر ویسا ہی مضبوط درست کردیتے ہیں اور اگلے روز پھر نئی محنت اس کے کھودنے میں کرتے ہیں، یہ سلسلہ کھودنے میں محنت کا اور پھر منجانب اللہ اس کی درستی کا اس وقت تک چلتا رہے گا، جس وقت تک یاجوج وماجوج کو بند رکھنے کا ارادہ ہے اور جب اللہ تعالیٰ ان کو کھولنے کا ارادہ فرمائیں گے تو اس روز جب محنت کرکے آخری حد میں پہونچادیں گے، تو یوں کہیں گے اگر اللہ نے چاہا تو ہم کل اس کو پار کرلیں گے اللہ کے نام اور اس کی مشیت پر موقوف رکھنے کی آج توفیق ہوجائے گی، تو اگلے روز دیوار کا باقی ماندہ حصہ اپنی حالت پر ملے گا اور وہ اس کو توڑ کر پار کرلیں گے۔

یاجوج وماجوج کو دعوت پہونچ چکی ہے

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس حدیث کو عبد بن حمیدؒ اور ابن حبانؒ کے حوالے سے بھی نقل کیا ہے کہ ان سب کی روایت حضرت قتادہ سے ہے، اور ان میں سے بعض کی سند کے رجال بخاری کے رجال ہیں اور حدیث کو مرفوع قرار دینے پر بھی کوئی شبہ نہیں کیا اور بحوالہ ابن عربیؒ بیان کیا، اس حدیث میں تین آیات آلٰہیہ یعنی معجزات ہیں۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذہنوں کو اس طرف متوجہ ہونے نہیں دیا، سدّ کو کھودنے کا کام رات دن مسلسل جاری رکھیں، ورنہ اتنی بڑی قوم کے لئے کیا مشکل تھا کہ دن اور رات کی ڈیوٹیاں الگ الگ مقرر کرلیتے دوسرے ان کے ذہنوں کو اس طرف سے پھیر دیا کہ اس سدّ کے اوپر چڑھنے کی کوشش کریں، اس کے لئے آلات سے مدد لیں، حالانکہ وہب بن منبہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ صاحب زراعت وصنعت ہیں، ہر طرح کے آلات رکھتے ہیں، ان

کی زمین میں درخت بھی مختلف قسم کے ہیں، کوئی مشکل کام نہ تھا کہ اوپر چڑھنے کے ذرائع ووسائل پیدا کرلیتے، تیسرے یہ کہ ساری مدت بھی ان کے قلوب میں یہ بات نہ آئے کہ انشاء اللہ کہہ لیں، صرف اس وقت یہ کلمہ ان کی زبان پر جاری ہوگا، جب ان کے نکلنے کا وقتِ مقرر آجائے گا۔

علامہ محی الدین ابن عربیؒ نے فرمایا کہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج وماجوج میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے وجود اور اس کی مشیّت وارادے کو مانتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ بغیر کسی عقیدے کے ہی ان کی زبان پر اللہ تعالیٰ یہ کلمہ جاری کردے اور اس کی برکت سے ان کا کام بن جائے۔ (اشراط الساعۃ للسید محمد، ص ۱۵۴)

امام ربانی قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ قرب قیامت میں یاجوج وماجوج کا انشاء اللہ کہنا اس بات پر دلیل ہے کہ ان کو دعوت اسلام پہونچ چکی ہے ورنہ وہ انشاء اللہ نہیں بول سکتے۔ (اس لئے غالب گمان ہے کہ ان کو دعوت حق دی جاچکی ہے)۔

یاجوج وماجوج کے بائیس قبائل ہیں

قرطبی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ سُدّی نقل کیا ہے کہ یاجوج وماجوج کے بائیس قبیلوں میں سے اکیس قبیلوں کو سدِّ ذوالقرنین سے بند کردیا گیا، ان کا ایک قبیلہ سدّ ذوالقرنین کے اندر اس طرف رہ گیا، وہ تُرک ہیں، اس کے بعد قرطبیؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تُرک کے متعلق جو باتیں بتلائی ہیں وہ یاجوج وماجوج سے ملتی ہوئی ہیں، اور آخر زمانے میں مسلمانوں کی ان سے جنگ ہونا صحیح مسلم کی حدیث میں ہے، پھر فرمایا کہ اس زمانے میں تُرک قوم کی بڑی بھاری تعداد مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے نکلے گی، جن کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، وہی مسلمانوں کو ان کے شر سے بچاسکتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہی یاجوج وماجوج ہیں یا کم از کم ان کے مقدّمہ ہیں (قرطبی، ص ۵۸ ج ۱۱)

قرطبی کا زمانہ چھٹی صدی ہجری ہے، جس میں فتنۂ تاتار ظاہر ہوا، اور اسلامی خلافت کو تباہ وبرباد کیا، ان

کا عظیم فتنۂ تاریخِ اِسلام میں معروف اورتا تاریوں کا مغول ترک میں سے ہونا مشہور ہے)۔
مگر قرطبی نے ان کو یاجوج ماجوج کے مشابہ اوران کا مقدمہ قرار دیا ہے، ان کے فتنہ کو خروج ماجوج نہیں بتایا جو علاماتِ قیامت میں سے ہے، کیونکہ صحیح مسلم کی حدیث مذکور میں اس کی تصریح ہے کہ وہ خروج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعدان کے زمانے میں ہوگا۔
ناچیز مرشدی حضرت حکیم ادریس ادام اللہ فیوضھم کے نزدیک فتنۂ تا تار اور خروجِ یاجوج ماجوج دو الگ الگ فتنے ہیں۔فتنۂ تا تار کو اگر فتنۂ یاجوج ماجوج کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے تو سوویت یونین کی افغانستان پر یلغار کو کس اعتبار سے دیکھا جائے گا۔ ۱۹۸۰ء کے بعد کے حالات ایسے ناگفتہ بہ رہے ہیں کہ جو فتنۂ تا تار سے زیادہ مہلک اور خطرناک ہیں۔اسی ہزار کی تعداد میں سوویت یونین نے افغانستان پر فوج کشی کی اور لگا تار دس سال تک خون ریزی نہیں بلکہ نسل کشی کی حد تک جدید ہتھیاروں سے لیس فوج نے افغانستان کو تباہ و تاراج کر دیا جس کی تفصیل دیگر کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے اور افغانستان کو کھنڈر بنا کر رکھ دیا۔
پھر دوسری تفصیل امریکہ اور اس کے حواریوں کی یلغار کی ہے جس کو بیان کرنے کے لیے دس ہزار صفحات بھی کم ہیں۔کئی لاکھ فوجیوں کو جدید اسلحہ سے لیس کر کے عراق کو ایک سو سال پیچھے دھکیل دیا اور نہتے شہریوں، معصوم بچوں اور گھریلو عورتوں کی عزّت اور زندگی سے کھلواڑ کیا۔ زندگی کا ہر شعبہ ملکِ عراق کا نہ صرف متاثر ہوا بلکہ تباہ و برباد ہوگیا، جانی و مالی نقصان کا اندازہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔حکومت کے اثاثوں سے لے کر پرائیوٹ زندگی اور عام شہریوں کو جانوروں سے زیادہ بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کیا، اور سنّی شیعہ فتنہ کھڑا کیا۔ پٹرول اور معدنیات پر قبضہ جما کر اپنی من مانی کرتا رہا۔
کیا بُش اس زمانے کا دجال نہیں ہے؟ جس نے انسان ہوتے ہوئے انسانیت کو ننگ عار بنا دیا

مظالم اور ستم کی تمام حدوں کو پار کر کے انسانیت کو شرمندہ کر دیا، بے گناہ مردوں اور عورتوں کو ستم بالائے ستم کا نشانہ بنا کر ثابت کر دیا کہ اسی زمانے کا یہ فتنہ، فتنہ تا تار سے کہیں زیادہ مہلک اور نسل کشی پر مبنی ہے۔ لیکن اس کو بھی خروجِ یاجوج وماجوج نہیں کہا جا سکتا۔ سینکڑوں تیل کے کنوؤں میں آگ لگا دی گئی۔ چھ لاکھ سے زائد بچے شہید ہو گیے دس لاکھ سے زیادہ لوگ شہید اور ہلاک ہو گئے۔ بیس لاکھ سے زیادہ لوگ جلا وطن ہو گیے۔ ہزاروں سائنسدانوں، لکچرر، پروفیسرس، اور محققین کو تختہ دار پر لٹکا دیا آسمانوں نے بموں کی شکل میں افغانستان اور عراق پر انگارے برسائے گیے زندہ انسانوں کو جلا دیا گیا پانی کی جگہ پیشاب پینے پر مجبور کیا گیا انسانیت کو ختم کرنے کے لیے درندگی کا ننگا ناچ ہوتا رہا اور ہو رہا ہے لیکن یہ بھی فتنۂ یاجوج ماجوج نہیں ہے۔

آیئے میں آپ کو تاریخ کے کچھ گم شدہ اوراق دکھاتا چلوں، جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ فتنۂ خروجِ دجّال اور قصۂ یاجوج وماجوج کا زمانہ اور آثار وقرائن ہی الگ ہیں گزشتہ بیان میں بھی اس کی نفی ہو چکی ہے اور اب آگے آنے والے بیان میں آپ کو معلوم ہوگا کہ یاجوج وماجوج کہاں ہیں اور سدِّ ذوالقرنین کہاں ہو سکتی ہے۔

ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار کہاں ہے!

مشہور مورخ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں اقلیم سادس کی بحث میں یاجوج وماجوج اور سدِّ ذوالقرنین اور ان کے محل ومقام کے متعلق جغرافیائی تحقیق اس طرح فرمائی ہے:

''ساتویں اقلیم کے نویں حصہ میں مغرب کی جانب ترکوں کے وہ قبائل آباد ہیں جو قنچاقؔ اور چرکسؔ کہلاتے ہیں، اور مشرق کی جانب یاجوج ماجوج کی آبادیاں ہیں، اور ان دونوں کے درمیان کوہ قافؔ حد فاصل ہے جس کا ذکر پہلے کر چکا ہوں کہ وہ بحر محیطؔ سے شروع ہوتا ہے، جو

چوتھی اقلیم کے مشرق میں واقع ہے اوراس کے ساتھ شمال کی جانب اقلیم کے آخر تک چلا گیا ہے، اور پھر بحرِ محیط سے جدا ہو کر شمال مغرب میں ہو جاتا ہے، یہاں سے وہ پھر اپنی پہلی سمت کو مڑ جاتا ہے، حتیٰ کہ ساتویں اقلیم کے نویں حصہ میں داخل ہو جاتا ہے، اور یہاں پہونچ کر جنوب سے شمال مغرب کو ہوتا ہوا گیا ہے، اوراسی سلسلۂ کوہ کے درمیان سدِّ سکندری واقع ہے اور ساتویں اقلیم کے نویں حصہ کے وسط ہی میں وہ سدِّ سکندری ہے، جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے اور جس کی اطلاع قرآن نے بھی دی ہے۔اور عبداللہ بن خرداذبہ نے اپنی جغرافیہ کی کتاب میں واثق باللہ خلیفہ عباسی کا وہ خواب نقل کیا ہے جس میں اس نے یہ دیکھا تھا کہ سدّ کھل گئی ہے، چنانچہ وہ گھبرا کر اٹھا اور دریافت حال کے لیے سلاّم ترجمان کو روانہ کیا، اِس نے واپس آکر اسی سدّ کے حالات و اوصاف بیان کیے۔(مقدمہ ابن خلدون ص ۷۹)

واثق باللہ خلیفہ عباسی کا سدِّ ذوالقرنین کی تحقیق کرنے کے لیے ایک جماعت کو بھیجنا اور ان کا تحقیق کر کے آنا، ابنِ کثیر نے بھی البدایہ والنہایہ میں ذکر کیا ہے، اور یہ کہ یہ دیوار لوہے سے تعمیر کی گئی ہے، اس میں بڑے بڑے دروازے بھی ہیں، جن پر قفل پڑا ہوا ہے، اور یہ شمال مشرق میں واقع ہے اور تفسیر کبیر وطبری نے اس واقعہ کو بیان کر کے یہ بھی لکھا ہے کہ جو آدمی اس دیوار کا معائنہ کر کے واپس آنا چاہتا ہے تو رہنما اس کو ایسے چٹیل میدانوں میں پہونچاتے ہیں جو سمرقند کے محاذات میں ہے۔(تفسیر کبیر، ج ۵، ص ۵۱۳)

حضرت علامہ انور کشمیریؒ کی تحقیق اور خلاصہ

حضرت الاستاذ حجۃ الاسلام علامہ انور کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق اس معاملہ میں ہے کہ اہلِ یورپ کا یہ کہنا کوئی وزن نہیں رکھتا کہ ہم نے ساری دنیا چھان ماری ہے ہمیں اس دیوار کا پتہ نہیں لگا، کیونکہ اوّل تو خود ان ہی لوگوں کی یہ تصریحات موجود ہیں کہ سیاحت اور تحقیق کے انتہائی

معراج پر پہونچنے کے باوجود آج بھی بہت سے جنگل اور دریا اور جزیرے ایسے باقی ہیں جن کا ہمیں علم نہیں ہو سکا، دوسرے یہ بھی احتمال بعید نہیں کہ اب وہ دیوار موجود ہونے کے باوجود پہاڑوں کے گرنے اور باہم مل جانے کے سبب ایک ہی پہاڑ کی صورت اختیار کر چکی ہو، لیکن کوئی نصِ قطعی اس کے بھی منافی نہیں کہ قیامت سے پہلے یہ سدِّ ٹوٹ جائے، یا کسی دور دراز کے طویل راستہ سے یاجوج ماجوج کی کچھ قومیں اس طرف آسکیں۔

سورج کا مغرب سے طلوع ہونا:

ایک حدیث میں ہے کہ آفتاب کو ہر دن مشرق سے طلوع ہونے کا اذن ملتا ہے، ایک دن اسے مشرق کے بجائے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کا حکم ہوگا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مسجد میں داخل ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، جب سورج غروب ہوگیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! کیا تم جانتے ہو یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ حضرت ابوذر فرماتے ہیں میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے پاس عرش کے نیچے جا کر سجدہ کی اجازت مانگتا ہے اسے اجازت مل جاتی ہے (ایک دن ایسا آئے گا کہ) اس سے کہا جائے گا کہ جاؤ ہیں واپس لوٹ جا جہاں سے آیا ہے، پس وہ مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ، فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ، قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ، هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ، فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا: ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ، فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا۔ (مسلم:159)

قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا، جب وہ مغرب سے

طلوع ہوگا تو لوگ سارے ایمان لے آئیں گے لیکن اُس وقت کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے اپنے ایمان میں نیک کام نہ کئے ہوں۔**لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا طَلَعَتْ مِنْ مَغْرِبِهَا آمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا}**۔(مسلم:157)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اپنے صحابہؓ سے فرمایا: تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب جانتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش کے نیچے آتا ہے، وہاں سجدہ میں گر جاتا ہے (اس سجدہ کا مفہوم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے) پھر اسی حال میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو حکم ہوتا ہے کہ اُٹھ جا اور جا جہاں سے آیا ہے، تو وہ لوٹ آتا ہے اور اپنے نکلنے کی جگہ سے نکلتا ہے۔ پھر چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش کے نیچے آتا ہے اور سجدہ کرتا ہے۔ پھر اسی حال میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس سے کہا جاتا ہے کہ اُٹھ جا اور لوٹ جا جہاں سے آیا ہے۔ وہ پھر اپنے نکلنے کی جگہ سے نکلتا ہے۔ اور پھر اسی طرح چلتا ہے۔ ایک بار اسی طرح چلے گا اور لوگوں کو اس کی چال میں کوئی فرق محسوس نہ ہوگا یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش کے نیچے آئے گا۔ اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ اُٹھ جا اور مغرب کی طرف سے نکل جدھر تو غروب ہوتا ہے، تو وہ مغرب کی طرف سے نکلے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کب ہوگا؟ (یعنی سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا) یہ اس وقت ہوگا جب کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے اپنے ایمان میں نیک کام نہ کئے ہوں۔

أَتَدْرُونَ أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: إِنَّ

هَذِهِ تَجْرِي حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ، فَتَخِرُّ سَاجِدَةً، فَلَا تَزَالُ كَذَلِكَ..................الخ۔(مسلم:159)

طلوعِ شمس اور خروجِ دابۃ الارض میں پہلے کیا پیش آئے گا:

سورج کا مغرب سے طلوع ہونے کا واقعہ پہلے پیش آئے گا یا دابّۃ الارض کا خروج، اس بارے میں دو قول ہیں:

علّامہ قرطبی نے روایات کی رُو سے دابۃ الارض کا خروج پہلے ذکر کیا ہے جبکہ صاحبِ مستدرک حاکم علّامہ حاکم نیشاپوری نے طلوعِ شمس کے واقعہ کو پہلے بتلایا ہے۔(علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیح:74)

علّامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد دابۃ الارض کا خروج بھی بالکل اُسی دن ہوگا اور مقصد یہ ہوگا کہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد ایمان کے قبول ہونے کا دروازہ تو بند ہوگیا اب دابۃ الارض بھی زمین سے نکل کر اہلِ ایمان و اہلِ کفر کے درمیان خطِ امتیاز کھینچ دے گا، ایمان والے اور کفار ایک دوسرے بالکل ممتاز ہوجائیں گے۔(فتح الباری:11/353)

مغرب سے طلوعِ شمس کے بعد ایمان مقبول نہیں:

سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد کسی کافر کا ایمان مقبول اور کسی فاسق کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ایک حدیث میں ہے کہ تین چیزیں جب ظہور پذیر ہوجائیں گی تو کسی نفس کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا، جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو، یا اس نے ایمان کی حالت میں کوئی نیکی نہ کی ہو، آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال کا ظاہر ہونا اور دابۃ الارض کا نکلنا۔ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ، أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا﴾: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالُ، وَدَابَّةُ الْأَرْضِ۔(مسلم:158)

دابّۃ الارض کا خروج:

دابۃ الارض کا خروج بھی قیامت کی بڑی علامتوں میں سے ہے اور ارشاداتِ نبویہ میں بھی اس کو علاماتِ کبریٰ میں شامل کیا گیا ہے۔ اِس کا ذکر خود قرآن کریم میں موجود ہے، چنانچہ ارشاد ہے: ﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ﴾ اور جب آن پڑے گی ان پر بات (یعنی وعدۂ قیامت کے پورا ہونے کا وقت قریب آ لگے گا) تو ہم نکالیں گے ان کے لئے ایک چوپایہ زمین سے جو ان سے باتیں کرے گا کہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں لاتے تھے۔ (النمل: 82)

ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت کی پہلی علامت جو لوگوں کے سامنے ظاہر ہوگی، وہ آفتاب کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت لوگوں کے سامنے دابۃ الارض کا نکلنا ہے، ان میں سے جو پہلے ہو دوسری اس کے بعد متصل ہوگی۔ إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجًا، طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى، وَأَيُّهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا، فَالْأُخْرَى عَلَى إِثْرِهَا قَرِيبًا۔ (مسلم: 2941)

قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں: (1) دھواں۔ (2) دجال۔ (3) دابۃ الارض (زمین سے نکلنے والا جانور)۔ (4) مغرب سے سورج کا نکلنا۔ (5) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا۔ (6) یاجوج و ماجوج کا نکلنا۔ (7) زمین میں تین جگہ لوگوں کا دھنس جانا: ایک مشرق میں دھنسنا۔ (8) دوسرا مغرب میں دھنسنا۔ (9) تیسرا جزیرۃ العرب میں دھنسنا۔ (10) ایک آگ جو قعرِ عدن (یمن) سے نکلے گی اور سب لوگوں کو ہنکا کر میدانِ حشر میں لے آئے گی، جس مقام پر لوگ رات گزارنے یا آرام کرنے کے لئے ٹھہریں گے یہ آگ بھی ٹھہر جائے گی اور پھر اُن کو لے چلے گی۔ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَكُونَ

عَشْرُ آيَاتٍ: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالُ، وَالدُّخَانُ، وَالدَّابَّةُ، وَيَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَخُرُوجُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَثَلَاثُ خُسُوفٍ، خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ أَبْيَنَ، تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ، تَبِيتُ مَعَهُمْ إِذَا بَاتُوا، وَتَقِيلُ مَعَهُمْ إِذَا قَالُوا۔ (ترمذی:4055) معناه من أقصى قعر أرض عدن وعدن مدينة معروفة مشهورة باليمن، كما في رواية مسلم : وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ، تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ۔ (مسلم:2901)

ایک حدیث میں ہے کہ چھ چیزوں سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرو، دخان، دجال، دابۃ الارض، مغرب سے آفتاب کا طلوع ہونا، عام فتنہ اور ہر شخص سے متعلق خاص فتنہ۔ بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا: الدَّجَّالَ، وَالدُّخَانَ، وَدَابَّةَ الْأَرْضِ، وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَأَمْرَ الْعَامَّةِ، وَخُوَيْصَّةَ أَحَدِكُمْ۔ (مسلم:2947)

دابۃ الارض کہاں سے نکلے گا:

مکہ مکرّمہ سے نکلے گا۔ دَابَّةُ الْأَرْضِ تَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ۔ (ابن ابی شیبہ، عن ابراہیم النخعی 37606:)

دابۃ الارض اجیاد کی پہاڑی سے نکلے گا۔ الدَّابَّةُ تَخْرُجُ مِنْ أَجْيَادَ۔ (ابن ابی شیبہ عن عائشۃ 37607:)

دابۃ الارض ایامِ تشریق میں جبکہ لوگ منیٰ میں ہوں گے، اجیاد کی پہاڑی سے نکلے گا۔
تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مِنْ جَبَلِ أَجْيَادَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ وَالنَّاسُ بِمِنًى۔ (ابن ابی شیبہ، عن عبداللہ بن عمرو: 37608)

دابۃ الارض مزدلفہ کی شب میں نکلے گا جبکہ لوگ منیٰ کی جانب جا رہے ہوں گے۔ تَخْرُجُ

الدَّابَّةُ لَيْلَةَ جَمْعٍ وَالنَّاسُ يَسِيرُونَ إِلَى مِنًى ۔ (ابن ابی شیبہ، عن عبداللہ بن عمر: 37605)

صفا کے اندر ایک شگاف پڑ جائے گا اور اُس سے دابۃ الارض نکلے گا۔ تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مِنْ صَدْعٍ فِي الصَّفَا ۔ (الفتن لنعیم، عن عبداللہ بن عمر: 1866)

دابۃ الارض کتنی مرتبہ نکلے گا:

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس کا خروج تین مرتبہ ہوگا۔ چنانچہ حدیث میں ہے، نبی کریم ﷺ نے دابۃ الارض کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: دابۃ تین مرتبہ ظاہر ہوگا، پہلی بار دیہات میں ظاہر ہوگا اور مکہ مکرمہ میں اِس کا تذکرہ بالکل نہ ہوگا اُس کے بعد وہ عرصہ دراز تک ظاہر نہ ہوگا، دوبارہ پھر نکلے گا تو اس کا تذکرہ دیہات میں بھی ہوگا اور مکہ مکرمہ میں بھی ہوگا، (تیسری بار نکلنے کے بارے میں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر ایک مسجد حرام میں جو حرمت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی مسجد ہے اور سب سے زیادہ محترم ہے، لوگ موجود ہوں گے کہ اچانک دابۃ الارض ظاہر ہوجائے گا جو حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان آواز نکالتا ہوا اور سر سے مٹی جھاڑتا ہوا ظاہر ہوگا، لوگ اُس کے اچانک نکلنے سے خوفزدہ اور منتشر ہوجائیں گے، بہت سے لوگ اُس کی وجہ سے دور بھاگ جائیں گے، مومنین کی ایک جماعت ثابت قدم رہے گی، یہ مومن بندے یہ سمجھ کر اپنی جگہ جمے رہیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کرسکتے، لہٰذا بھاگنے سے کوئی فائدہ نہیں، یہ جانور مومن بندوں کے چہروں کو چمکا دے گا گویا کہ وہ ایک چمکدار ستارے کی طرح ہوجائیں گے اور پھر وہاں سے پشت پھیر کر چلا جائے گا (اور اس تیزی سے زمین میں گھومے پھرے گا کہ) کوئی پکڑنے کا ارادہ کرنے والا بھی اُس کو پکڑ نہیں سکے گا اور کوئی بھاگنے والا اُس سے نجات نہیں پا سکے گا، یہاں تک کہ ایک شخص نماز میں اس جانور سے

پناہ مانگے گا تو وہ جانور اُس کے پیچھے سے آجائے گا کہ اے فلاں! اب تو نماز پڑھتا ہے؟ پھر وہ اُس کے چہرے پر نشان لگا دے گا، اُس کے بعد یہ ہوگا کہ لوگ چلے پھریں گے، اموال میں شریک ہوں گے اور شہروں میں مل جل کر ساتھ رہیں گے (اور اس جانور کے نشان لگانے کا یہ اثر ہوگا کہ) مومن اور کافر میں خوب اچھی طرح امتیاز ہوگا کہ مومن کافر سے کہے گا کہ اے کافر! میرا حق اداء کردے، اور کافر مومن سے کہے گا کہ تو میرا حق اداء کردے۔ لَهَا ثَلَاثُ خَرَجَاتٍ مِنَ الدَّهْرِ فَتَخْرُجُ فِي أَقْصَى الْبَادِيَةِ وَلَا يَدْخُلُ ذِكْرُهَا الْقَرْيَةَ يَعْنِي مَكَّةَ ثُمَّ تَكْمُنُ زَمَانًا طَوِيلًا. ثُمَّ تَخْرُجُ خَرْجَةً أُخْرَى دُونَ ذَلِكَ فَيَعْلُو ذِكْرُهَا فِي أَهْلِ الْبَادِيَةِ وَيَدْخُلُ ذِكْرُهَا الْقَرْيَةَ « يَعْنِي مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " ثُمَّ بَيْنَمَا النَّاسُ فِي أَعْظَمِ الْمَسَاجِدِ عَلَى اللَّهِ حُرْمَةً خَيْرِهَا وَأَكْرَمِهَا الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ لَمْ يَرُعْهُمْ إِلَّا وَهِيَ تَرْغُو بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ تَنْفُضُ عَنْ رَأْسِهَا التُّرَابَ الخ۔ (مسند ابی داؤد طیالسی:1165)

تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مَرَّتَيْنِ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُضْرَبَ فِيهَا رِجَالٌ, ثُمَّ تَخْرُجُ الثَّالِثَةُ عِنْدَ أَعْظَمِ مَسَاجِدِكُمْ , فَتَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ مُجْتَمِعُونَ عِنْدَ رَجُلٍ فَتَقُولُ: مَا يَجْمَعُكُمْ عِنْدَ عَدُوِّ اللَّهِ, فَيَبْتَدِرُونَ فَتَسِمُ الْكَافِرَ۔ (ابن ابی شیبہ:37285)

دابۃ الارض کیا کرے گا:

دابۃ الارض نکلے گا اور اس کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا، وہ مومن کے چہروں کو روشن کردے گا اور کافر کی ناک پر مہر لگا دے گا۔ (جس کی وجہ سے دل کے کفر کی سیاہی اس کے منہ پر چھا جائے گی، جس سے مؤمن و کافر کے درمیان ایسا امتیاز ہوجائے گا کہ مجلس میں مومن و کافر الگ الگ پہچانے جائیں

گے۔ تَخْرُجُ الدَّابَّةُ وَمَعَهَا خَاتَمُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ، وَعَصَا مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ، عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، فَتَجْلُو وَجْهَ الْمُؤْمِنِ بِالْعَصَا، وَتَخْطِمُ أَنْفَ الْكَافِرِ بِالْخَاتِمِ۔ (ابن ماجہ:4066)(ترمذی:3187)

ہر مومن کی روح کا قبض ہو جانا:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: قیامت کے قریب ایک ہوا چلے گی جس میں ہر مومن کی روح کو قبض کرلیا جائے گا۔ تَجِيءُ رِيحٌ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، تُقْبَضُ فِيهَا أَرْوَاحُ كُلِّ مُؤْمِنٍ۔ (مسند احمد:15463)

اللہ تعالیٰ ایک پاک ہوا بھیجے گا، وہ ان کی بغلوں کے نیچے لگے گی اور ہر مومن اور مسلم کی روح کو قبض کرے گی اور بُرے بد ذات لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح سرِ عام ایک دوسرے سے زنا کریں گے اور ان پر قیامت قائم ہو گی۔ بَعَثَ اللهُ رِيحًا طَيِّبَةً، فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ، فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ، وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ، يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ، فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ۔ (مسلم:2937)

قرآن کریم اُٹھالیا جائے گا:

حضرت شدّاد حضرت عبد اللہ بن مسعود کا یہ قول نقل فرماتے ہیں: قرآن کریم کو ضرور بالضرور تمہارے درمیان سے اُٹھالیا جائے گا، حضرت شداد فرماتے ہیں کہ میں نے سوال کیا کہ کیسے اُٹھالیا جائے گا حالانکہ اس کو ہم نے اپنے سینوں میں اور اپنے مصاحف میں محفوظ کیا ہوا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا: اس کے اوپر ایسی رات گزرے گی کہ کسی بندے کے دل

میں اس کا کوئی حصہ نہیں بچے گا اور نہ ہی کسی قرآن کریم کے کسی نسخہ میں کچھ موجود ہوگا، صبح لوگ اِس حالت میں کریں گے جیسے فقراء، جانور ۔عَنْ شَدَّادٍ، أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ: »لَيُنْتَزَعَنَّ هَذَا الْقُرْآنُ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِكُمْ« قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، كَيْفَ يُنْتَزَعُ وَقَدْ أَثْبَتْنَاهُ فِي صُدُورِنَا وَأَثْبَتْنَاهُ فِي مَصَاحِفِنَا؟ قَالَ: "يُسْرَى عَلَيْهِ فِي لَيْلَةٍ فَلَا يَبْقَى فِي قَلْبِ عَبْدٍ مِنْهُ وَلَا مُصْحَفٍ مِنْهُ شَيْءٌ، وَيُصْبِحُ النَّاسُ فُقَرَاءَ كَالْبَهَائِمِ. ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ {وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا} [الاسراء:86]۔(مصنف عبدالرزاق:5980)

قرآن کریم پر ایک رات ضرور ایسی گزرے گی کہ کسی مصحف میں قرآن کریم کی کوئی آیت نہیں چھوڑی جائے گی اور نہ ہی کسی کے دل میں چھوڑا جائے گا، سب کچھ اُٹھ جائے گا۔لَيُسْرَيَنَّ عَلَى الْقُرْآنِ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَلَا يُتْرَكُ آيَةٌ فِي مُصْحَفٍ، وَلَا فِي قَلْبِ أَحَدٍ إِلَّا رُفِعَتْ۔(سنن دارمی:3386)

دین بالکل اجنبی ہوجائے گا:

یعنی اِسلام جس طرح اپنی اولِ آفرینش میں اجنبی تھا، کوئی اُس کو پہچانتا نہ تھا، پھر رفتہ رفتہ اُس کو جاننے سمجھنے والے بلکہ اُس پر جانیں نچھاور کرنے والے پیدا ہوتے گئے اِس طرح ایک وقت ایسا آئے گا کہ ایک مرتبہ پھر سے دین اجنبی اور غیر مانوس ہوجائے گا، اُس کو پہچاننے والے دنیا سے ختم ہوجائیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : بے شک اِسلام اجنبیت کی حالت میں شروع ہوا تھا اور عنقریب پھر یہ دوبارہ اجنبی ہوجائے گا، پس خوشخبری ہے غرباء کے لئے (جو زمانے میں اجنبی ہونے کے باوجود بھی اِسلام کو تھامے رہیں گے)۔إِنَّ الإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ۔(ترمذی:2629)

يَدْرُسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يَدْرُسُ وَشْيُ الثَّوْبِ، حَتَّى لَا يُدْرَى مَا صِيَامٌ، وَلَا صَلَاةٌ، وَلَا نُسُكٌ، وَلَا صَدَقَةٌ، وَلَيُسْرَى عَلَى كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي لَيْلَةٍ، فَلَا يَبْقَى فِي الْأَرْضِ مِنْهُ آيَةٌ، وَتَبْقَى طَوَائِفُ مِنَ النَّاسِ الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْعَجُوزُ، يَقُولُونَ: أَدْرَكْنَا آبَاءَنَا عَلَى هَذِهِ الْكَلِمَةِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَنَحْنُ نَقُولُهَا " فَقَالَ لَهُ صِلَةُ: مَا تُغْنِي عَنْهُمْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَهُمْ لَا يَدْرُونَ مَا صَلَاةٌ، وَلَا صِيَامٌ، وَلَا نُسُكٌ، وَلَا صَدَقَةٌ؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حُذَيْفَةُ، ثُمَّ رَدَّهَا عَلَيْهِ ثَلَاثًا، كُلَّ ذَلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ حُذَيْفَةُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فِي الثَّالِثَةِ، فَقَالَ: »يَا صِلَةُ، تُنْجِيهِمْ مِنَ النَّارِ« ثَلَاثًا۔ (ابن ماجه:4049)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: بے شک اِس دین کے لئے آنا بھی ہے اور پیٹھ کر جانا بھی ہے (یعنی عروج بھی ہے اور زوال بھی) عروج یہ ہے کہ قبیلہ سارا کا سارا دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرلے گا یہاں تک کہ سوائے چند ایک کے کوئی فاسق نہیں رہے گا ، دو فاسق بھی ہوں گے تو ذلیل ہوں گے، اگر زبردستی مل کر کچھ (دین کے خلاف) بولیں گے تو اُن کو خوب مارا جائے گا۔ اور بے شک اِس دین کا زوال یہ ہے کہ پورا کا پورا قبیلہ بے رحم اور سنگدل ہوجائے گا، سوائے چند ایک کے کوئی دین میں سمجھ رکھنے والا نہیں رہے گا، دو دین کی سمجھ رکھنے والے بھی ہوں گے تو وہ ذلیل اور رسوا ہوں گے، وہ دونوں اگر زبردستی مل کر کوئی (دین کی بات) کریں گے تو اُن پر ظلم ڈھایا جائے گا ۔ اِس امّت کے آخر کے لوگ اوّل کے اَسلاف پر لعنت کریں گے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھی طرح سے سُن لو! پھر اُن کے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھٹکار پڑے گی ، یہاں تک کہ وہ کھلم کھلا شراب پئیں گے، اُن کی حالت اِس قدر بدتر ہوجائے گی کہ راستہ چلتی ہوئی کوئی عورت کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے گی تو اُن لوگوں میں سے کوئی

شخص اُٹھ کر (بدکاری کے لئے) عورت کا دامن اِس طرح اُٹھائے گا جیسا کہ کسی دنبی کی دُم اُٹھاتے ہیں، پس اُس وقت کوئی کہنے والا کہے گا کہ عورت کو لے کر دیوار کی اوٹ میں چلے جاؤ، وہ کہنے والا اُس دن اُن لوگوں میں اجر وثواب کے اعتبار سے ایسا ہوگا جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق تمہارے درمیان مرتبہ رکھتے ہیں، پس اُس دن جس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا تو اُس کے لئے ایسے پچاس لوگوں کا اجر وثواب کا ہوگا جنہوں نے مجھے دیکھا، مجھ پر ایمان لائے، میری اطاعت کی اور میری اتباع کی۔یعنی حضرات صحابہ کرام۔

إِنَّ لِهَذَا الدِّينِ إِقْبَالًا وَإِدْبَارًا، أَلَا وَإِنَّ مِنْ إِقْبَالِ هَذَا الدِّينِ أَنْ تَفْقَهَ الْقَبِيلَةُ بِأَسْرِهَا حَتَّى لَا يَبْقَى إِلَّا الْفَاسِقُ، وَالْفَاسِقَانِ ذَلِيلَانِ فِيهَا، إِنْ تَكَلَّمَا قَهَرَا وَاضْطُهِدَا، وَإِنَّ مِنْ إِدْبَارِ هَذَا الدِّينِ، أَنْ تَجْفُوَ الْقَبِيلَةُ بِأَسْرِهَا، فَلَا يَبْقَى إِلَّا الْفَقِيهُ وَالْفَقِيهَانِ، فَهُمَا ذَلِيلَانِ إِنْ تَكَلَّمَا قَهَرَا وَاضْطُهِدَا، وَيَلْعَنُ آخِرُ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا، أَلَا وَعَلَيْهِمْ حَلَّتِ اللَّعْنَةُ حَتَّى يَشْرَبُوا الْخَمْرَ عَلَانِيَةً حَتَّى تَمُرَّ الْمَرْأَةُ بِالْقَوْمِ، فَيَقُومُ إِلَيْهَا بَعْضُهُمْ، فَيَرْفَعُ بِذَيْلِهَا كَمَا يُرْفَعُ بِذَنَبِ النَّعْجَةِ، فَقَائِلٌ يَقُولُ يَوْمَئِذٍ: أَلَا وَارِ مِنْهَا وَرَاءَ الْحَائِطِ، فَهُوَ يَوْمَئِذٍ فِيهِمْ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِيكُمْ، فَمَنْ أَمَرَ يَوْمَئِذٍ بِالْمَعْرُوفِ، وَنَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ فَلَهُ أَجْرُ خَمْسِينَ مِمَّنْ رَآنِي، وَآمَنَ بِي وَأَطَاعَنِي وَتَابَعَنِي۔ (طبرانی کبیر:7807)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللہُ عَنْہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ إِقْبَالًا وَإِدْبَارًا وَإِنَّ لِهَذَا الدِّينِ إِقْبَالًا وَإِدْبَارًا، وَإِنَّ مِنْ إِقْبَالِ هَذَا الدِّينِ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ، حَتَّى إِنَّ الْقَبِيلَةَ لَتَفْقَهُ مِنْ عِنْدِ آخِرِهَا، حَتَّى لَا يَبْقَى إِلَّا الفاسق أو الفاسقان، فَهُمَا مَقْهُورَانِ، مَقْمُوعَانِ، ذَلِيلَانِ، إِنْ

تَكَلَّمَا أَوْ نَطَقَا قُمِعَا، وَقُهِرَا، وَاضْطُهِدَا، ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ إِدْبَارِ هَذَا الدِّينِ أَنْ تَجْفُوَ الْقَبِيلَةُ كُلُّهَا مِنْ عِنْدِ آخِرِهَا حَتَّى لا يبقى فيها إِلَّا الفقيه أو الفقيهان، فَهُمَا مَقْهُورَانِ، مَقْمُوعَانِ، ذَلِيلَانِ، إِنْ تَكَلَّمَا أَوْ نَطَقَا قُمِعَا وَقُهِرَا، وَاضْطُهِدَا، وَقِيلَ لَهُمَا أَتَطْغَيَانِ عَلَيْنَا؟ حَتَّى يُشْرَبَ الْخَمْرُ فى ناديهم المنكر، وَمَجَالِسِهِمْ، وَأَسْوَاقِهِمْ، وَتُنْحَلُ الْخَمْرُ غَيْرَ اسْمِهَا، حَتَّى يَلْعَنَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا، إلاَّ حلت عليه اللَّعْنَةُ وَيَقُولُونَ: لَا بَأْس بِهَذَا الشَّرَابِ. يَشْرَبُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ مَا بَدَا لَهُ، ثُمَّ يَكُفُّ عَنْهُ، حَتَّى تَمُرَّ الْمَرْأَةُ فَيَقُومُ إِلَيْهَا، فَيَرْفَعُ ذَيْلَهَا فَيَنْكِحُهَا وَهُمْ يَنْظُرُونَ، كَمَا يَرْفَعُ ذَيْلَ النَّعْجَةِ، وَرَفَعَ ثَوْبًا عَلَيْهِ مِنْ هَذِهِ السُّحُولِيَّةِ فَيَقُولُ الْقَائِلُ مِنْهُمْ: لَوْ تَجَنَّبْتُمُوهَا عَنِ الطَّرِيقِ، فَذَلِكَ فِيهِمْ كَأَبِي بكر وعمر رَضِيَ الله عَنْهما، فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ الزَّمَانَ وَأَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ فَلَهُ أَجْرُ خَمْسِينَ مِمَّنْ صَحِبَنِي وَآمَنَ بِي وَصَدَّقَنِي

۔(المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ لابن الحجر: 4471)

لا تقوم الساعة حتى يجعل كتاب الله عارا ويكون الإسلام غريبا وحتى ينقص العلم ويهرم الزمان وينقص عمر البشر وينقص السنون والثمرات ويؤتمن التهماء ويصدق الكاذب ويكذب الصادق ويكثر الهرج قالوا وما الهرج يا رسول الله قال القتل القتل وحتى تبنى الغرف فتطاول وحتى تحزن ذوات الأولاد وتفرح العواقر ويظهر البغي والحسد والشح ويغيض العلم غيضا ويفيض الجهل فيضا ويكون الولد غيظا والشتاء قيظا وحتى يجهر بالفحشاء وتزول الأرض زوالا ۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر: 21/ 274)(کنز العمال: 38577)

عن محمد بن عروۃ السعدی قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) من أشراط الساعة إخراب العامر وإعمار الخراب۔(تاریخ دمشق لابن عساکر:52/394)(کنزالعمال:38534)

توبہ کا دروازہ

توبہ کا دروازہ تمام بندوں کیلیے اس وقت تک کھلا ہے جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوجاتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (بیشک اللہ عزوجل اپنے ہاتھ رات کے وقت پھیلاتا ہے تاکہ دن میں گناہ کرنے والا توبہ کرلے اور دن میں اللہ تعالی اپنے ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات میں گناہ کرنے والا توبہ کرلے، یہ اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک سورج مغرب کی سمت سے طلوع نہ ہوجائے) مسلم:(2759)

سچی توبہ محض زبانی جمع خرچ کا نام نہیں ہے، بلکہ سچی توبہ کی قبولیت کیلیے شرط یہ ہے کہ انسان گناہ سے فوری طور پر باز آجائے اور اپنے کئے پر ندامت کا اظہار کرے اور توبہ کردہ گناہ دوبارہ نہ کرنے کا پورا عزم کرے، نیز اگر کسی کے حقوق سلب کئے ہیں تو مستحقین کو ان کے حقوق لوٹا دے، نیز توبہ کیلیے یہ بھی شرط ہے کہ موت نظر آنے سے پہلے انسان توبہ کرے؛ اس بارے میں اللہ تعالی کا فرمان ہے: إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا (17) وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا اللہ تعالی پر قبولیت توبہ کا حق صرف ایسے لوگوں کے لیے ہے جو نادانستہ جب کوئی برا کام کر

بیٹھتے ہیں پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ اللہ ایسے ہی لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے(17) توبہ ان لوگوں کے لیے نہیں ہے جو برے کام کرتے رہتے ہیں حتی کہ ان میں سے کسی کی موت جب آجاتی ہے تو کہنے لگتا ہے کہ" میں اب توبہ کرتا ہوں" اور نہ ہی ان لوگوں کے لئے ہے جو کفر کی حالت میں ہی مرجاتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے [النساء: 17، 18]

اللہ تعالی نہایت رحم کرنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے؛ اسی لیے گناہ گاروں کو اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی دعوت دیتا ہے تا کہ ان کی توبہ قبول کر کے انہیں معاف فرمادے، فرمانِ باری تعالی ہے: **كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ** تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کرلیا ہے۔ کہ تم میں سے کوئی شخص لاعلمی سے کوئی برا کام کر بیٹھے پھر اس کے بعد وہ توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کر لے تو یقیناً وہ معاف کر دینے والا اور رحم کرنے والا ہے (الأنعام: 54)

اللہ تعالی اپنے بندوں کے ساتھ نہایت نرمی والا معاملہ فرماتا ہے، اسی لیے توبہ کرنے والوں کو پسند بھی کرتا ہے، اور ان کی توبہ قبول بھی فرماتا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے: **وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ** وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے اور وہ تم جو کچھ بھی کرتے ہو ہر چیز سے باخبر ہے۔ (الشوری:25)

ایک اور مقام پر اللہ تعالی کا فرمان ہے: **إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ** بیشک اللہ تعالی توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاکیزہ رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ [البقرة: 222]

بلکہ اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اللہ تعالی اس کے گناہوں کو بھی نیکیوں میں بدل دیتا ہے، اس کے سابقہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے، اس بارے میں اللہ تعالی کا فرمان ہے: قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ کفر کرنے والوں سے کہہ دو: اگر وہ باز آ جائیں تو ان کے گزشتہ سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ [الأنفال:38]

اللہ تعالی اتنا غفور ورحیم ہے کہ اپنے بندوں سے توبہ کے عمل کو پسند فرماتا ہے اور انہیں توبہ کرنے کا حکم بھی دیتا ہے تاکہ اللہ تعالی انہیں بخش دے، جبکہ انسانی اور جناتی شکل میں شیطان یہ چاہتے ہیں کہ لوگ حق سے بیزار ہو کر باطل کی طرف چلے جائیں، جیسے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا اور اللہ تعالی تو چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے جبکہ شہوانیت کے رسیا یہ چاہتے ہیں کہ تم دور کی گمراہی میں چلے جاؤ۔ [النساء: 27]

اللہ کی رحمت ہر چیز سے وسیع ہے، انسان کے گناہ کتنے ہی زیادہ ہوں، انسان نے اپنی جان پر کتنا ہی ظلم ڈھایا ہو، کتنے ہی پاپ کیے ہوں، لیکن بعد میں توبہ کر لے تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، اللہ تعالی اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے چاہے ان کی مقدار کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو، اس کے بارے میں اللہ تعالی نے واضح طور پر فرمایا: قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ آپ لوگوں سے کہہ دیجیے: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، اللہ یقیناً سارے ہی گناہ معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ غفور رحیم ہے [الزمر:53]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حدیث مبارکہ میں فرمایا: (ہر رات جب رات کی آخری

تہائی باقی رہ جاتی ہےتو ہمارا پروردگار آسمان دنیا تک نازل ہوکر فرماتا ہے: کون ہے جو مجھے پکارےتو میں اس کی دعا قبول کرلوں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگےتو میں اسے عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگےتو میں اسے بخش دوں؟) بخاری:(1077) مسلم:(758)

انسانی جان بسا اوقات گناہوں کے آگے بہت کمزور ثابت ہوتی ہے، تاہم اگر گناہ ہوبھی جائےتو اسے چاہیے کہ فوری توبہ کرلےاور ہر وقت اللہ تعالی سے بخشش مانگے؛ کیونکہ اللہ تعالی نہایت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے، اللہ تعالی کا ہی فرمان ہے: **وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا** اور جو بھی برا عمل کرے یا اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے پھر اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہےتو وہ اللہ کونہایت بخشنے والا اور بہت زیادہ رحم کرنے والا پائے گا۔[النساء:110]

مسلمان سے غلطی کوتاہی ہوتی رہتی ہے، اس سے گناہ بھی ہوجاتے ہیں، اس لیے انسان کو ہر دم توبہ استغفار کرتے رہنا چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (اللہ کی قسم! میں اللہ تعالی سے ایک دن میں توبہ اور استغفار ستر بار سے بھی زیادہ مرتبہ مانگتا ہوں (بخاری:(6309)

اللہ تعالی توبہ پسند فرماتا ہے اور اسے شرف قبولیت سے بھی نوازتا ہے، بلکہ اللہ تعالی کو اپنے بندے کی توبہ کرنے پر خوشی بھی ہوتی ہے جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مبارکہ میں بتلایا کہ: (اللہ تعالی کو اپنے بندے کے توبہ کرنے پر اس شخص سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جس کا اونٹ ویران اور بیابان علاقے میں گم ہونے کے بعد دوبارہ مل جائے (متفق علیہ، بخاری:(6309)

باب التوبہ کا بند ہونا

توبہ کا دروازہ تب تک بند نہیں ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہوجائے۔ یہ قربِ قیامت کی آخری نشانیوں میں سے ایک ہے۔

حدیث ۵: مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللهُ عَلَيْهِ (۱)

''جس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے پہلے توبہ کرلی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔''

البتہ جب قیامت کی یہ نشانی ظاہر ہوجائے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو رہا ہو تو اب اجتماعی سطح پر توبہ کا دروازہ بند ہوگیا۔ اس کے بعد اگر کوئی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا۔

یہ تو اجتماعی سطح پر توبہ کے عدم قبولیت کی بات ہوئی' جبکہ انفرادی سطح پر توبہ کی قبولیت کا امکان تب تک رہے گا جب تک حالت نزع نہ واقع ہوجائے۔ یہ اصل میں اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے مظاہر ہیں جو میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں کہ مایوسی کی کوئی بات نہیں' آخری وقت آنے تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے' لیکن جب وہ وقت آ گیا تو پھر توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔

حدیث ۶: ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ (۲)

''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا رہے گا جب تک کہ حلق کے اندر گھنگرو نہ بولے۔''

(۱) (صحیح مسلم)

(۲) سنن الترمذی' کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ ، باب فی فضل التوبة والاستغفار وما ذکر من رحمة الله۔ یعنی عالم نزع واقع ہوجائے۔ جب کسی کی موت کے آثار اتنے واضح ہوگئے ہوں کہ اب زندگی کا کوئی امکان باقی نہ رہے تو اس وقت کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا۔

جس روز تمہارے رب کی نشانی آپہنچے گی کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آیگا جو پہلے سے مومن نہ تھا یا اپنے ایمان میں اس نے کوئی نیک عمل نہ کیا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ جب آفتاب مغرب سے نکل آیگا تو نہ کافر کا مومن ہوجانا قبول ہوگا اور نہ کسی ایمان والے کے گناہ سے توبہ قبول کی جائیگی، بخاری ومسلم کی حدیث میں یہ صاف تصریح آئی ہے کہ جب سورج مغرب سے نکلا ہو ادیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے اور اس وقت کسی کا ایمان یا توبہ قبول نہ ہوگی۔

تنبیہ

مذکورہ علامات قیامت میں سے آخری علامت مغرب سے طلوع شمس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، اس لئے ہر شخص اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے قبل از مرگ پورے انہماک واخلاص کے ساتھ تیاری کرتا رہے کہ مبادی کہیں ایمان ضعیف یا محرومی دین کے ساتھ دنیا کو الوداع کر کے خدا کے دربار میں حاضری کی نوبت نہ آئے خدا محرومی وشومی قسمت سے حفاظت فرمائے اور عاقبت وانجام بخیر فرمائے (آمین)

☆☆☆☆☆☆

{مؤلف کا تعارف}

نام	:	محمد علاء الدین قاسمی بن الحاج حافظ حبیب اللہ صاحب
ولادت و پیدائش	:	مقام و پوسٹ: جھگڑوا، تھانہ جمال پور، وایا گھنشیام پور، ضلع دربھنگہ بہار (انڈیا) 847427
ابتدائی تعلیم	:	ناظرہ، وحفظ، وقرأت قرآن شریف: مدرسہ عربیہ حسینیہ چلہ امروہہ ضلع مرادآباد یوپی۔
عربی اول	:	جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد (یوپی)
عربی دوم، سوم	:	مدرسہ جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ (یوپی)
اعلیٰ تعلیم	:	عربی چہارم تا دورۂ حدیث دار العلوم دیوبند
فراغت	:	۱۹۹۱ء

بعد فراغت مصروفیات...

درس وتدریس : درجہ سوم تا ہفتم: مدرسہ حسینیہ شریوردھن کوکن مہاراشٹر

حرمین شریفین کی زیارت اور عملی سرگرمیاں: فریضۂ امامت اور جدہ اردو نیوز کے لئے کالم نگاری

موجودہ مصروفیات : خانقاہ اشرفیہ پالی کی ذمہ داری اور تصنیف وتالیف کے مشاغل۔

مؤلف کی مشہور کتابیں

۱۔ رمضان المبارک سے محرم الحرام تک۔

۲۔ اپنے عقائد کا جائزہ لیجئے۔

۳۔ نکاح اور طلاق۔

۴۔ حج گائیڈ۔

۵۔ چالیس حدیثیں۔

٦۔ جادوٹونا، اور کہانت کا حکم۔

۷۔ دس عظیم صحابہ کرامؓ کے ایمان افروز واقعات۔

۸۔ وعظ وادب کا خزانہ۔

۹۔ عظمت قرآن۔

۱۰۔ مسائل حاضرہ۔

۱۱۔ قربانی کے ضروری مسائل۔

۱۲۔ اصلاح کا تیر بہدف نسخہ۔

۱۳۔ چراغ اصلاح۔

۱۴۔ تکبر ایک وبال ہے۔

۱۵۔ تنقید ایک بُری عادت ہے۔

۱٦۔ جنت کے حسین محلات اور لذیذ و نفیس نعمتیں۔

۱۷۔ تراویح کا پیسہ لینا جائز نہیں۔

۱۸۔ رمضان المبارک کو نفع بخش اور مقبول بنانے کے صحیح طریقے۔

۱۹۔ قیامت کی آخری علامتیں۔

اعلان

اگر کسی شخص کی یہ مبارک نیت ہو کہ اردو زبان اور اردو زبان کے علاوہ دنیا کی دوسری زبانوں میں اس کی طباعت کی جائے تو اجازت لے کر چھپوا سکتے ہیں، تا کہ امت اسلامیہ اور عام انسانوں کو زیادہ سے زیادہ نفع ہو۔ (مؤلف)

****